ہفت روزہ
خدام الدین لاہور
بیادگار
شیخ التفسیر حضرت مولانا احمد علی رحمۃ اللہ علیہ
شیرانوالہ دروازہ لاہور
۲۳ شعبان المعظم ۱۳۸۵ھ
۱۷ دسمبر ۱۹۶۵ء

حضرت مولانا مفتی جمیل احمد صاحب تھانوی

جو شخص جہاد کے لئے گھر سے جدا ہو گیا۔ پھر وہ مر گیا یا قتل کیا گیا یا اس کو گھوڑے یا اونٹ نے گرا دیا یا کسی زہریلے جانور نے کاٹ کھایا یا اپنے بستر پر مر گیا وہ شہید ہے اور اس کے لئے جنت ہے۔ (ابوداؤد)

جو جہاد کے لئے گھر سے نکلا۔ پھر مر گیا۔ تو اس کے لئے قیامت تک جہاد کرنے کا ثواب لکھا جائے گا۔ (ابویعلیٰ)

اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں۔ جو اللہ کے راستے میں جہاد کے لئے نکلا۔ وہ میری ضمانت میں ہے اگر میں اس کو وفات دے دوں گا تو اس کو جنت کا وارث بنا دوں گا۔ اور اگر واپس کروں گا تو ثواب و غنیمت کے ساتھ واپس کر دوں گا۔ (ترمذی۔ بخاری و مسلم)

جنت کے سو درجے اللہ تعالیٰ نے مجاہد فی سبیل اللہ کے لئے تیار فرما دئے ہیں۔ ہر دو درجہ کے درمیان اتنا فاصلہ ہے جتنا آسمان و زمین کے درمیان۔ (بخاری)

تم میں سے کسی کا جہاد میں قیام کرنا گھر میں ستر سال نفل نماز پڑھنے سے افضل ہے۔ (ترمذی)

جس نے تھن چھوڑ کر پکڑنے کے بقدر بھی جہاد کیا اس کے لئے جنت واجب ہو گئی۔ (احمد)

مجاہد کی مثال اس شخص کی مثال ہے جو ہمیشہ روزہ سے رہتا ہو، رات بھر عبادت کرتا ہو، برابر تلاوتِ قرآن کرتا ہو۔ ان کاموں سے رُکتا نہ ہو، جب تک بھی مجاہد لوٹ کر نہ آئے (یعنی یہ ثواب اس کو ملتا رہے گا)۔ (بخاری و مسلم)

اگر مجاہدین دعا کریں گے تو دعا قبول ہو گی، اگر بخشش مانگیں بخش دئے جائیں گے (ابن ماجہ) (یعنی خواہ اپنے لئے یا دوسروں کے لئے)

مجاہد کے خدا کے راستہ میں خرچ کرنے کا ثواب سات لاکھ گنا ہے۔ (ابن ماجہ)

مجاہد کے ذکر اللہ میں ہر کلمہ پر ستر ہزار نیکیاں ہیں اور ہر نیکی کا دس گنا ثواب ہے۔ (طبرانی)

مجاہد کی ہر نیکی کا ثواب سات سو گنا ہے۔ (بزاز)

مجاہد کا نفل روزہ اس کو دوزخ سے تیز گھوڑے کی رفتار سے سو سال کی مسافت پر دُور کر دیتا ہے۔ اور اس کے اور دوزخ کے درمیان ایک خندق ہو گی جس کا عرض زمین و آسمان کے فصل کے برابر ہو گا۔ (ترمذی)

مجاہد کی نماز، روزہ اور ذکر کا ثواب اس کے فی سبیل اللہ خرچ کرنے سے بھی سات سو گنا زیادہ ملے گا (یعنی انچاس کروڑ گنا)۔ (ابوداؤد)

جہاد میں جس قدم کو غبار لگ جائے گا اس کو آگ نہ چھوئے گی۔ (بخاری)

جہاد فی سبیل اللہ میں جس کا دل کانپا اس کے تمام گناہ ایسے جھڑ گئے جیسے درخت سے پتے جھڑ جاتے ہیں۔ (طبرانی)

جو مجاہد ایک تیر چلائے گا (یا ایک فائر کریگا) وہ کسی کے لگے یا نہ لگے اس کو ایک غلام آزاد کرنے کا ثواب ملے گا۔ جس کے ہر عضو کے بدلے اس کا ہر عضو دوزخ سے آزاد ہوا کرتا ہے۔ بزار کی روایت میں ہے کہ بنی اسمٰعیل کے چار غلام آزاد کرنے کا ثواب ملے گا۔ (نسائی)

جو مجاہد ایک تیر (یا فائر) دشمن پر پہنچا دے گا اس کو جنت کا ایک درجہ حاصل ہو جائیگا (ابوداؤد) (دیکھئے کس کو کتنے درجے ملتے ہیں)

جو مجاہد ایک تیر چلائے گا (یا فائر کریگا) قیامت کے دن وہ اس کے لئے ایک نور ہو گا (بزاز)

جس مجاہد کو کوئی زخم لگ گیا اس پر شہید ہونے کی مُہر لگ گئی۔ جس میں قیامت کے دن نور ہو گا۔ اس کا رنگ زعفرانی اور خوشبو مشک کی ہو گی۔ اول و آخر کے سب لوگ اس کو پہچان لینگے۔ (احمد)

جہاد کا غبار اور جہنم کا دھواں جمع نہ ہونگے۔ (ترمذی و حاکم)

مجاہدوں کی چوکیداری میں ایک رات جاگنا لیلۃ القدر سے افضل ہے (جو ایک ہزار مہینہ سے افضل تھی) اور ان جاگنے والی آنکھوں پر دوزخ حرام ہو گی۔ (حاکم)

جہاد میں ایک مرتبہ صبح کو نکلنا اور ایک مرتبہ شام کو چلنا تمام دنیا اور جو کچھ اس میں ہے سب سے افضل ہے۔ (بخاری و مسلم)

جہاد کے لئے ایک رات گھوڑے باندھنا (یا اسلحہ وغیرہ تیار رکھنا)، تمام دنیا اور جو کچھ اس میں ہے سب سے افضل ہے (بخاری و مسلم) مسلم کی دوسری روایت میں ہے کہ مہینہ بھر نفل روزے رکھنے، راتوں کو نمازیں پڑھنے سے بہتر ہے اور اس کا ثواب ہمیشہ ملتا رہے گا۔ اس کی وجہ سے قبر کے سوال و جواب سے امن میسّر ہو گا۔ طبرانی میں ہے کہ قیامت میں شہید بنا کر اٹھایا جائے گا۔

دوسری روایت میں ہے کہ ایک دن کے اس کام سے اس میں اور دوزخ میں سات خندقیں حائل ہو جائیں گی۔ ہر خندق کا عرض ساتوں زمین و آسمان کے برابر ہو گا۔ ابوداؤد میں ہے کہ اس عمل کا ثواب روز بروز بڑھتا ہی رہے گا۔ (مسلم)

اللہ کے راستہ میں قتل ہو جانا سوائے قرض کے ہر چیز کا کفارہ ہے (سب گناہوں سے نجات کا ذریعہ ہے)۔ (ترمذی)

حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ مجھ پر وہ تین آدمی پیش کئے گئے جو سب سے اوّل ہی جنت میں داخل ہوں گے۔ ایک شہید، دوسرا پاک باز، تیسرا وہ غلام جس نے اللہ تعالیٰ کی عبادت بھی اچھی طرح کی اور آقاؤں کی خدمت بھی۔ (ترمذی و ابن ماجہ)

شہید کے لئے اللہ تعالیٰ کے یہاں چھ خصوصیتیں ہیں (۱) پہلے ہی زخم پر بخش دیا جائے گا۔ (۲) اور مرنے سے پہلے ہی جنت میں اس کا مقام اس کو دکھلا دیا جائے گا (۳) اس کو عذاب قبر سے پناہ دے دی جائے گی (۴) قیامت کی سخت گھبراہٹ سے محفوظ رہے گا (۵) اس کے سر پر وقار کا تاج رکھا جائے گا۔ جس کا ایک ایک یاقوت دنیا اور اس کے کل سامان سے بہتر ہو گا اور (۶) ۷۲ حوریں اس کی زوجیت میں دی جائیں گی اور اس کے عزیزوں میں سے ستّر کے لئے اس کی شفاعت قبول کی جائے گی۔ (ترمذی۔ نسائی۔ دارمی)

شہید قتل ہونے کی تکلیف صرف اس قدر پائے گا جیسے تم میں سے کوئی چیونٹی کے کاٹنے کی پاتا ہے۔ (مسلم)

جنت کے دروازے تلواروں (اسلحہ جنگ) کے سایوں کے نیچے ہیں۔ (ترمذی)

بہترین ساتھی چار ہوتے ہیں۔ بہترین پلٹن چار سو اور بہترین لشکر چار ہزار اور بارہ ہزار مسلمان قلت کی وجہ سے کبھی بھی ہرگز مغلوب نہ ہوں گے۔ (حکم الٰہی کی مخالفت سے شکست ہو سکتی ہے کمی تعداد سے نہیں) (بخاری و مسلم)

اس ذات کی قسم جس کے ہاتھ میں میری جان ہے اگر یہ بات نہ ہوتی کہ مسلمانوں میں سے بہت لوگ اس کو گوارا نہیں کرتے کہ مجھ سے پیچھے رہیں اور میرے پاس ان کے لئے سواریاں نہیں تو میں کسی جماعت سے بھی پیچھے نہ رہتا۔ جو خدا کی راہ میں غزوہ کے لئے جاتی ہے اور قسم اس ذات کی جس کے ہاتھ میں میری جان ہے میں تمنا رکھتا ہوں کہ خدا کے راستہ میں قتل کیا جاؤں پھر زندہ کیا جاؤں پھر قتل کیا جاؤں پھر زندہ کیا جاؤں پھر قتل کیا جاؤں پھر زندہ کیا جاؤں پھر قتل کیا جاؤں — (حضورؐ نے اپنے ان مرتبوں کے ساتھ جس کی تمنا کی ہے اس کے درجات اور کیف کا اندازہ کیجئے)

جس میں نہ ہو انقلاب موت ہے وہ زندگی
روحِ امم کی حیات کشمکشِ انقلاب (اقبالؔ)

شراب خانہ خراب کی مکمل بندش چاہیئے

★ ——— غازی خدا بخش

یٰٓاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوا ادْخُلُوْا فِی السِّلْمِ كَآفَّةً وَّ لَا تَتَّبِعُوْا خُطُوٰتِ الشَّیْطٰنِ ط اِنَّهٗ لَكُمْ عَدُوٌّ مُّبِیْنٌ ۝

ترجمہ: اے ایمان والو! اسلام میں سارے کے سارے داخل ہو جاؤ اور شیطان کے قدموں کی پیروی نہ کرو۔ کیونکہ وہ تمہارا صریح دشمن ہے۔ (پ ۲ - آیت)

ملک کے مالک حقیقی سے ہم نے ملک کی تمنا کی تاکہ اس میں اس کا قانون رائج کریں۔ اس نے ہماری دعا سن لی۔ آج اس کے قیام کو اٹھارہ سال گذر گئے ہم آدھے تیتر اور آدھے بٹیر ہیں۔ قوانین الٰہیہ کو پوری طرح جاری و ساری نہ کر سکے۔

قرآن حکیم میں شراب کو حرام قرار دیا گیا لیکن آج تک ہم نے اسے پورے طور پر تسلیم نہیں کیا۔ صوبائی وزیر خزانہ و آبکاری جناب شیخ مسعود صادق کے پیش کردہ اعداد و شمار اس پر شاہد ہیں ——

قرآن حکیم میں ہے کہ اے مسلمانو! اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی آواز پر لبیک کہو اور اس آواز کو پیغام حیات خیال کرو اگر لیت و لعل سے کام لیا تو اللہ تعالیٰ انسان اور اس کے ارادے میں حائل ہو جاتا ہے — انسان کو اپنے ارادے میں مضبوطی نہیں رہتی — حاصل یہ ہوگا کہ اگر تم نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی تعلیم کی طرف توجہ نہ کی تو اس کی پہلی سزا یہ ہوگی کہ ہمتیں پست ہو جائیں گی۔ دوسری سزا یہ ہوگی کہ مثلاً ایک غلطی کرے تو ساری قوم پکڑی جائے۔ کہیں چند انسانوں کی لیت و لعل ساری قوم کیلئے وبال نہ بن جائے۔ فاعتبروا یا اولی الابصار۔ اب جبکہ صوبائی اسمبلی اتفاق رائے سے قرارداد منظور کرتی ہے۔ اور اسلامی مشاورتی کونسل نے سفارشات پیش کر دی ہیں تو پھر یہ شراب کو مکمل طور پر حرام قرار دینے کی ٹالم ٹول کی پالیسی کے کیا معنی۔ خدارا پاکستان حاصل کرتے وقت جو نعرہ لگایا تھا کہ پاکستان کا مطلب کیا ہے لا الٰہ الا اللہ۔ اس کو کسی حال میں فراموش نہ کریں اسی نعرے کی بدولت ہم نے بھارتی حملے کا منہ توڑ جواب دیا ہے۔ اگر وہ عزت دینے والا ہے تو اس کے احکام کی مخالفت پر گرفت بھی ہو سکتی ہے اگر وہ ملک و ملت عطا کر سکتا ہے تو چھین بھی سکتا ہے۔ وہ ہر چیز پر قادر ہے — وہ جہاں غفور رحیم ہے وہاں قہار بھی ہے۔ ہمیں ہر وقت جہاں اس کی رحمت کے امیدوار رہنا چاہیئے، وہاں اس سے ہر وقت ڈرتے بھی رہنا چاہیئے۔ ایمان امید و بیم ہی میں ہے۔ شراب کو جب اللہ تعالےٰ نے حرام قرار دیا تو اسے کلی طور پر حرام کر دینا چاہیئے — جان لیجئے کہ بعض قوانین کو ماننا اور بعض کو پس پشت ڈالنا یہ ایک بیماری ہے اور آج ہم اس مرض میں مبتلا ہیں۔

مزید براں رحمان کے مقابلے میں صرف اپنی ہی بات کہے جانا یہ مداخلت فی الدین ہے۔ جب اللہ تعالیٰ نے "صرف پچاس برس سے اوپر کے لوگ ہی حج پر جا سکیں" کی شرط عائد نہیں کی تو حکومت یہ پابندی لگانے میں کسی طرح بھی حق بجانب نہیں — کیونکہ اس طرح وہ لوگ حج کی سعادت سے محروم ہو جائیں گے جو اپنے معمر رشتہ داروں کے ہمراہ حج پر جاتے ہیں۔ لہذا حکومت حج پر ان پابندیوں کو ختم کر دے اور زیادہ سے زیادہ لوگوں کو حج پر جانے کی اجازت دے۔ اس طرح وہ عند اللہ بھی ماجور ہوگی اور عوام میں بھی اس کا احترام اور زیادہ بڑھے گا۔

یٰٓاَیُّهَا النَّبِیُّ حَرِّضِ الْمُؤْمِنِیْنَ عَلَی الْقِتَالِ ط

ترجمہ: اے نبیؐ! مسلمانوں کو جہاد کی ترغیب دو۔

ع - آزمودہ را آزمودن جہل است -

—— یک خطا، دو خطا، تیسری مادر خطا

بھارت کے معاہدے توڑنے کے متعلق اگر ہم یہ کہیں کہ اس نے اَن گنت عہد توڑے تو اس میں مبالغہ نہ ہوگا۔ اس میں کوئی شک نہیں کہ بھارت مواعید اور معاہدوں سے اکثر منحرف ہو جاتا ہے بقول مسٹر بھٹو، بھارتی تاریخ اس بات کی گواہ ہے کہ وہ معاہدہ کرنے کے بعد تاویلوں کا سہارا لے کر اسے توڑ دیتا ہے۔ یہ تو ہمارے مکار دشمن کا طریق کار ہے۔ جس کے لئے ہم پہلے بھی لکھ چکے ہیں۔ "اب کا ہے کوئی میر ڈرے جب کہ ٹھن گئی" جب بھارت یکے بعد دیگرے عہد شکن ثابت ہو رہا ہے تو رن کچھ کے معاہدے کی طرح فوجوں کو پیچھے لانے کے بعد بھی کشمیریوں کو حق خود ارادیت دینے کے لئے تیار نہیں ہوگا اور ہمیں جنگ کے لئے مجبور ہی کرے گا۔ اور یہ جنگ اس وقت چھیڑیگا جب وہ اپنے تئیں مزید اسلحہ سے لیس کرلے گا چنانچہ آج جنہیں ہم اپنا دوست ملک سمجھے بیٹھے ہیں وہی ہمارے خلاف بھارت کو شہ دے رہا ہے اور اگرچہ برطانیہ تک نے ۲۰ ستمبر کی قرارداد کی توثیق کر دی ہے۔ اور کشمیر کے منصفانہ حل کے لئے آگے قدم بڑھایا ہے بظاہر یہ صلح جو پالیسی کا اظہار ہے لیکن اس خبر نے کہ بھارت کے لئے برطانیہ، روس سے مِگ طیارے قرضے پر خرید رہا ہے۔ یہ امر اس کے مترادف ہے کہ ہمارے مکار دشمن بھارت کو برطانیہ لنگر لنگوٹ کسوا رہا ہے۔ اگرچہ امریکہ کی طرح بھارت کی مدد کھُل کر نہیں ہو رہی لیکن یہ صریح بلیک میل ہے۔

اسی طرح روس جو بظاہر تجارتی منصوبوں میں ہمارا معاون دکھائی دیتا ہے لیکن یہ وہی روس ہے جس نے مظلوم کشمیریوں کے خلاف ماضی میں ویٹو کرتے ہوئے ظالم بھارت کی حمایت کی تھی۔ باقی رہا امریکہ کی بھارت نوازی کا مسئلہ تو وہ کوئی چھپا ڈھکا نہیں ہے۔ وہ پہلے بھی گندم اور اسلحہ بھارت کو مہیا کرتا رہا ہے اور مستقبل میں بھی کرتا رہے گا — لہٰذا امریکہ، روس اور برطانیہ کے اس اتحاد ثلاثہ کو ہم پاکستان کے خلاف سمجھتے ہیں۔ پاکستان کے لئے صرف ایک اور ایک ہی راہ ہے اور وہ صدر ایوب کی اُس تقریر پر عمل کرنا ہے جو انہوں نے ڈھاکے میں پاکستان کے عوام سے اپیل کی ہے کہ وہ ہنگامی

باقی صفحہ ۶ پر

مجلس ذکر

۱۵ر شعبان المعظم ۱۳۸۵ھ مطابق ۹ر دسمبر ۱۹۶۵ء

نیکیوں میں سبقت لیجانے کی کوشش کیجیے!

حضرت مولانا عبید اللہ انور صاحب مدظلہ العالی

الحمد للہ وکفیٰ وسلامٌ علیٰ عبادہ الذین اصطفیٰ : اما بعد :
فاعوذ باللہ من الشیطٰن الرجیم : بسم اللہ الرحمٰن الرحیم :۔

بزرگانِ محترم ! آج کی شب آپ سب کا اللہ کی یاد کے لئے اکٹھا ہو جانا باعث برکت اور خوشنودیٔ الٰہی کا سبب ہے۔ یہ حضرت رحمۃ اللہ علیہ کا لگایا ہوا باغ ہے۔ اللہ تعالےٰ اسے قیامت تک قائم رکھے اور لوگوں کو مِل بیٹھنے اور ذکر اللہ کرنے کی بیش از بیش توفیق عطا فرمائے۔ آمین۔

چند یوم تک رمضان المبارک کا مقدس و محترم مہینہ آنے والا ہے۔ اور یہ سلسلۂ مجلس ذکر عارضی طور پر ایک ماہ کے لئے منقطع ہو جائے گا۔ لیکن یہ مہینہ روحانیت کی فصل بہار کا مہینہ ہوگا۔ گناہوں کو دھونے اور مغفرت کا مہینہ ہوگا۔ ذکر و شغل اور عبادات میں کثرت کرنے کا مہینہ ہوگا اور ہمیں چاہیئے کہ اس ماہ میں اپنے گھروں میں رات کو زیادہ سے زیادہ ذکر الٰہی کریں، نوافل پڑھیں، استغفار کریں اور دن کو روزے رکھیں ۔۔ اور اپنے ہر ہر عضو کو اللہ کے احکام کی تعمیل میں لگائیں۔ تاکہ حق تعالےٰ شانہٗ کی رضا کا تمغہ حاصل ہو سکے۔ موجودہ مہینہ جو گذر رہا ہے۔ اور جسے شعبان کے نام سے پکارتے ہیں یہ بھی معزز و محترم مہینہ ہے حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کو اپنا مہینہ قرار دیا ہے۔ اور یہی وہ ماہ مبارک ہے جس میں رحمتِ دوعالم صلی اللہ علیہ وسلم نے رمضان المبارک کے بعد کثرت سے روزے رکھے ہیں ۔۔ دراصل یہ مہینہ رمضان المبارک کے لئے تیاری کا درجہ رکھتا ہے اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کے بہت سے فضائل احادیث میں بیان فرمائے ہیں۔ پس لازم ہے کہ ہم بھی حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے نقشِ قدم پر چلتے ہوئے اس ماہِ مبارک میں زیادہ سے زیادہ روزے رکھیں اور رمضان المبارک کے انوار و برکات سے مستفیض ہونے کے لئے اپنے آپ کو پوری طرح تیار کریں۔

یاد رکھیئے ! انسان جسم اور روح سے مرکّب ہے۔ جس طرح ہمیں جسم کی نشو و نما کے لئے مادی خوراک کی ضرورت ہے اسی طرح روح کی بالیدگی کے لئے ذکر اللہ، نماز، روزہ اور دیگر عبادات کی ضرورت ہے۔ مجاہدہ اور ریاضت سے نفسانیت اور حیوانیت ختم ہوتی ہے اور ذکر و شغل و یادِ الٰہی سے روحانیت کو تر و تازگی نصیب ہوتی ہے۔ اور ظاہر ہے۔ رمضان المبارک کے مہینہ میں مجاہدہ و ریاضت، ذکر و شغل، نوافل اور یادِ الٰہی کی کثرت سب چیزیں مہیّا ہوتی ہیں جو روحانیت کی ترقی، انسانیت کے فروغ اور قربِ خداوندی کے حصول کے لئے ضروری ہیں۔

پس ہم پر لازم ہے کہ اس ماہ مبارک میں اپنی اصلاح کریں۔ گھر والوں کو اور دوسرے لوگوں کو نیکی کی ترغیب دیں اور جنّت اور رضائے ایزدی کے حصول کی تدبیریں کریں۔ ہمیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے بتا دیا ہے کہ جنّت کیونکر حاصل ہو سکتی ہے۔ حدیث شریف میں آتا ہے :۔

عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ اَنَّ رَجُلًا سَأَلَ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ اَرَءَیْتَ اِذَا صَلَّیْتُ الْمَکْتُوْبَاتِ وَصُمْتُ رَمَضَانَ وَاَحْلَلْتُ الْحَلَالَ وَحَرَّمْتُ الْحَرَامَ وَلَمْ اَزِدْ عَلٰی ذٰلِكَ شَیْئًا ءَ اَدْخُلُ الْجَنَّةَ قَالَ نَعَمْ (مسلم)

ترجمہ : حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ کہ ایک شخص نے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے دریافت کیا۔ آپؐ کا کیا خیال ہے اگر میں تمام فرض نمازیں پڑھتا رہوں، رمضان کے روزے رکھوں، حلال کو حلال اور حرام کو حرام جانوں اور اس پر کچھ زیادہ نہ کروں تو کیا میں بہشت میں داخل ہو جاؤں گا؟ آپؐ نے فرمایا۔ ہاں۔

علاوہ ازیں ہم کو یہ کوشش بھی کرنی چاہیئے کہ نیکیوں میں کسی سے پیچھے نہ رہیں اور یادِ الٰہی میں اور رضائے الٰہی کے حصول میں سب پر سبقت لے جائیں۔ چنانچہ صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم میں یہی جذبہ کارفرما تھا۔ وہ چاہتے تھے کہ ہم سب سے بڑھ کر نیکیاں کریں اور زیادہ سے زیادہ قربِ الٰہی حاصل کریں۔ چند غریب صحابہؓ نے مالدار صحابہؓ کو راہِ خدا میں زیادہ خرچ کرتے ہوئے دیکھا تو انہیں اس بات کا ملال ہوا کہ ہم غریب ہیں۔ مالدار حضرات صدقات و خیرات میں ہم سے آگے بڑھ جائیں گے اور ہم پیچھے رہ جائیں گے۔ اس خیال کے پیشِ نظر انہیں اپنی غربت پر رحم آیا اور انہوں نے اپنے اس خدشہ کا اظہار بارگاہِ نبوّت میں کر دیا۔ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کے اس خدشہ کو اس طرح دُور فرمایا :۔

عَنْ اَبِیْ ذَرٍّ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ اَنَّ نَاسًا مِنْ اَصْحَابِ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ قَالُوْا لِلنَّبِیِّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ یَا رَسُوْلَ اللّٰهِ ذَهَبَ اَهْلُ الدُّثُوْرِ بِالْاُجُوْرِ یُصَلُّوْنَ کَمَا نُصَلِّیْ وَیَصُوْمُوْنَ کَمَا نَصُوْمُ وَیَتَصَدَّقُوْنَ بِفُضُوْلِ اَمْوَالِهِمْ قَالَ اَوَلَیْسَ قَدْ جَعَلَ اللّٰهُ لَکُمْ مَا تَصَدَّقُوْنَ بِهٖ اِنَّ لَکُمْ بِکُلِّ تَسْبِیْحَةٍ صَدَقَةً وَبِکُلِّ تَحْمِیْدَةٍ صَدَقَةً وَبِکُلِّ تَکْبِیْرَةٍ صَدَقَةً وَبِکُلِّ تَهْلِیْلَةٍ صَدَقَةً وَاَمْرٌ بِالْمَعْرُوْفِ صَدَقَةٌ وَنَهْیٌ عَنِ الْمُنْکَرِ صَدَقَةٌ وَفِیْ بُضْعِ اَحَدِنَا شَهْوَتَهٗ وَیَکُوْنُ لَهٗ فِیْهَا اَجْرٌ قَالَ اَرَاَیْتُمْ لَوْ وَضَعَهَا فِی الْحَرَامِ کَانَ عَلَیْهِ وِزْرًا فَکَذٰلِكَ اِذَا وَضَعَهَا فِی الْحَلَالِ کَانَ لَهٗ اَجْرٌ۔ (مسلم)

ترجمہ : حضرت ابوذر غفاری رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھیوں میں سے کچھ لوگوں نے آپؐ سے عرض کیا۔ یا رسولؐ اللہ! مالدار ہم سے ثواب میں بھی بڑھ گئے۔ وہ نمازیں پڑھتے ہیں جیسا کہ ہم پڑھتے ہیں۔ وہ روزے رکھتے ہیں جیسا کہ ہم رکھتے ہیں۔ اور اپنے وافر مال سے صدقات دیتے ہیں۔ آپؐ نے فرمایا۔ کہ اللہ تعالےٰ نے تمہارے لئے صدقہ کا سامان نہیں کیا ہے؟ سبحان اللہ کہنا صدقہ ہے الحمد للہ کہنا صدقہ ہے اور اللہ اکبر کہنا صدقہ ہے لا الٰہ الّا اللہ کہنا صدقہ ہے امر بالمعروف (اچھی باتوں کا حکم کرنا) صدقہ ہے۔ نہی عن المنکر (بُری باتوں سے روکنا) صدقہ ہے۔ اور تمہاری تسکین خواہشات میں صدقہ ہے۔ انہوں نے عرض کیا یا رسولؐ اللہ! ایک شخص اپنی خواہشات کی تسکین کے لئے جو کچھ کرتا ہے۔ کیا اس کا بھی اس کو اجر ملے گا ۔۔؟ آپؐ نے فرمایا۔ اگر وہ اسے حرام میں استعمال کرے تو کیا اس کو گناہ نہیں ہوتا؟ لہٰذا جب وہ اسے جائز استعمال کرتا ہے تو اس کا اجر اسے ملتا ہے۔

آیئے ! ہم سب اس حدیث کی روشنی میں اپنے اعمال کا محاسبہ کریں اور دیکھیں کہ نیکیوں میں سبقت لے جانے کا جذبہ ہم میں بھی کارفرما

خطبہ جمعہ

۱۶ شعبان المعظم ۱۳۸۵ھ مطابق ۱۰ دسمبر ۱۹۶۵ء

اپنی نشست و برخاست فقط اللہ والوں کے ساتھ رکھیئے!

حضرت مولانا عبید اللہ انور صاحب مدظلہ العالی

الحمد للہ وکفیٰ وسلامٌ علیٰ عبادہ الذین اصطفیٰ امابعد: فاعوذ باللہ من الشیطٰن الرجیم:
بسم اللہ الرحمٰن الرحیم:-

وَاصْبِرْ نَفْسَكَ مَعَ الَّذِيْنَ يَدْعُوْنَ رَبَّهُمْ بِالْغَدٰوةِ وَالْعَشِيِّ يُرِيْدُوْنَ وَجْهَهٗ وَلَا تَعْدُ عَيْنٰكَ عَنْهُمْ تُرِيْدُ زِيْنَةَ الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا ۚ وَلَا تُطِعْ مَنْ اَغْفَلْنَا قَلْبَهٗ عَنْ ذِكْرِنَا وَاتَّبَعَ هَوٰىهُ وَكَانَ اَمْرُهٗ فُرُطًا ○ (پ ۱۵ - س الکہف آیت ۲۸)

ترجمہ: اور تو اُن لوگوں کی صحبت میں رہ جو صبح اور شام اپنے رب کو پکارتے ہیں۔ اسی کی رضامندی چاہتے ہیں اور تو اپنی آنکھوں کو اُن سے نہ ہٹا کہ تو دنیا کی زندگی کی زینت تلاش کرنے لگ جائے اور اس شخص کا کہنا نہ مان جس کے دل کو ہم نے اپنی یاد سے غافل کر دیا ہے — اور اپنی خواہش کے تابع ہو گیا ہے اور اس کا سلسلہ حد سے گذرا ہوا ہے۔

حاشیہ شیخ الاسلام رحمۃ اللہ علیہ

(روکے رکھئے اپنے آپ کو اُن کے ساتھ جو) اللہ کے دیدار اور خوشنودی حاصل کرنے کے شوق میں نہایت اخلاص کے ساتھ دائماً عبادت میں مشغول رہتے ہیں۔ مثلاً ذکر کرتے ہیں، قرآن پڑھتے ہیں، نمازوں پر مداومت رکھتے ہیں حلال و حرام میں تمیز کرتے ہیں۔ خالق و مخلوق دونوں کے حقوق پہچانتے ہیں۔ گو دنیوی حیثیت سے معزز اور مالدار نہیں۔ جیسے صحابہ میں اُس وقت عمار، صہیبؓ بلال، ابن مسعود وغیرہ رضی اللہ علیہم تھے۔ ایسے مومنین مخلصین کو اپنی صحبت و مجالست سے مستفید کرتے رہئے۔ اور کسی کے کہنے سننے پر ان کو اپنی مجلس سے علیحدہ نہ کیجئے (کیونکہ) اسلام کی اصلی عزت و رونق، مادی خوشحالی اور چاندی سونے کے سکوں سے نہیں، مضبوط ایمان و تقوےٰ اور اعلیٰ درجہ کی خوش اخلاقی سے ہے۔ دنیا کی ٹیپ ٹاپ محض فانی اور سایہ کی طرح ڈھلنے والی ہے۔ حقیقی دولت تقویٰ اور تعلق مع اللہ کی ہے۔ جسے نہ شکست ہے نہ زوال —

حاصل یہ ہے کہ اپنی نشست و برخاست فقط اللہ والوں کے ساتھ رکھئے۔ ان اللہ والوں کے ساتھ جو ذاکر شاغل ہیں۔ صبح و شام ذکرِ حق کرتے ہیں یادِ الٰہی میں ہمہ وقت اور ہمہ تن مشغول رہتے ہیں — اور رضاء حق کے سوا ان کا اور کوئی مقصد نہیں۔

قاضی ثناء اللہ پانی پتی رحمۃ اللہ علیہ

نے تفسیرِ مظہری میں اس کی شرح ان الفاظ میں کی ہے:-

يُرِيْدُوْنَ وَجْهَهٗ وَالْمَعْنٰى يُرِيْدُوْنَ اللّٰهَ لَا شَيْئًا اٰخَرَ مِنَ الدُّنْيَا وَالْاٰخِرَةِ -

یعنی محض اللہ جل شانہٗ کی ذات اُن کا مقصود و مطلوب ہے اور اس کی ذاتِ اقدس کے سوا دنیا و آخرت میں کوئی چیز ان کا مطلوب و مقصود نہیں۔

مرشدی و مولائی حضرت شیخ التفسیرؒ

فرمایا کرتے تھے کہ یہ آیت منسوخ نہیں ہے — اللہ تعالےٰ ہر دَور کے مسلمانوں کو حکم دیتے ہیں کہ ان معیاری بندوں کی صحبت اختیار کرو۔ جن کی زندگی کا نصب العین فقط رضاء الٰہی ہے۔ ان کے دل میں جائدادیں بنانے، عہدے بڑھانے، سیٹھ بننے اور زیادہ سے زیادہ رقبۂ زمین پر قبضہ جمانے کا شوق نہیں۔ اُن کے دل میں اگر شوق ہے تو اللہ تعالےٰ کی یاد اور اس کو راضی کرنے کا —

مَنْ كَانَ يُرِيْدُ الْعَاجِلَةَ عَجَّلْنَا لَهٗ فِيْهَا مَا نَشَآءُ لِمَنْ نُّرِيْدُ ثُمَّ جَعَلْنَا لَهٗ جَهَنَّمَ ۚ يَصْلٰىهَا مَذْمُوْمًا مَّدْحُوْرًا ○ وَمَنْ اَرَادَ الْاٰخِرَةَ وَسَعٰى لَهَا سَعْيَهَا وَهُوَ مُؤْمِنٌ فَاُولٰٓئِكَ كَانَ سَعْيُهُمْ مَّشْكُوْرًا ○ (پ ۱۵ - س بنی اسرائیل آیت ۱۸-۱۹)

ترجمہ: جو کوئی دنیا چاہتا ہے تو ہم اسے دنیا میں سے بھی جس قدر چاہتے ہیں دیتے ہیں۔ پھر ہم نے اُس کے لئے جہنم تیار کر رکھی ہے۔ جس میں وہ ذلیل و خوار ہو کر گرے گا۔ اور جو آخرت چاہتا ہے اور اس کے لئے مناسب کوشش بھی کرتا ہے اور وہ مومن بھی ہے تو ایسے لوگوں کی کوشش مقبول ہو گی۔

حاصل یہ ہے کہ حق تعالےٰ شانہٗ فرماتے ہیں کہ جو شخص اس جلد حاصل ہونے والی دنیا کو چاہتا ہے اُسے ہم دنیا ہی دے دیتے ہیں۔ مگر اس کے بعد اس کا ٹھکانا جہنم ہو گا اور اسے آخرت میں نہایت ذلیل و خوار ہو کر رہنا پڑے گا۔ مگر جو اُخروی زندگی کو سنوارنا چاہے اور اس کے لئے کوئی عملی کوشش بھی کرے۔ اس کی مساعی یقیناً مشکور ہوں گی بشرطیکہ وہ مومن بھی ہو — باقی رہا دنیا کا معاملہ تو اس میں کسی کی تخصیص نہیں — ہم دونوں فریقوں کو اپنی عنایت سے دیتے ہیں۔ اور یاد رکھو ہماری عنایت کا دروازہ کسی پر بند نہیں۔

حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم دعا مانگتے وقت یا رحمٰن الدنیا یا رحیم الآخرۃ پکارا کرتے تھے۔ جس سے صاف معلوم ہوتا ہے کہ اللہ تعالےٰ دنیا میں ہر شخص پر مہربان ہوتا ہے خواہ کوئی اس کا نافرمان ہو، خواہ فرمانبردار — مگر آخرت کی نیکی انہی لوگوں کے لئے مخصوص ہے جو خدا کے فرمانبردار ہوں۔

دو قسم کے لوگ غرض اس آیت میں دو قسم کے لوگوں کا ذکر ہے۔ ایک وہ جو دنیا کو مقصود بالذات بناتے ہیں۔ ان کے دل میں جائدادیں بنانے، عہدے بڑھانے، سیٹھ بننے اور زیادہ رقبۂ زمین پر قبضہ جمانے کا شوق ہوتا ہے۔ یہ دنیا کے طالب ہیں ان کے متعلق اللہ تعالےٰ فرماتے ہیں۔ کہ جو ہم چاہیں گے اُن کو دیں گے۔ یہ نہیں کہ جو وہ چاہیں ان کو دے دیا جائے — دوسری قسم کے وہ لوگ ہیں جو آخرت کو مقصود بالذات بناتے ہیں ان کو ہر وقت یہ فکر دامن گیر رہتی ہے کہ قبر جہنم کا گڑھا نہ بن جائے — ان کے متعلق ارشاد ربانی ہے کہ جو وہ چاہیں گے ان کو دے دیا جائیگا اور ان کی کوشش مقبول ہو گی۔

ہمارے حضرت رحمۃ اللہ علیہ فرمایا کرتے تھے کہ ہر دَور میں اللہ کے ایسے بندے رہیں گے جن کو آخرت پیشِ نظر ہو گی۔ وہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اور صحابۂ کرام رضؓ کے اتباع کو اپنے لئے باعثِ صد فخر و شرف خیال کریں گے — چنانچہ اسی لئے اللہ جل شانہٗ حکم دے رہے ہیں:-

وَلَا تَعْدُ عَيْنٰكَ عَنْهُمْ

کہ ان کی طرف سے نگاہیں نہ پھیرنا اور ان کو چھوڑ کر دوسرا معیار قائم نہ کر لینا ورنہ تم دنیا کے طالب سمجھے جاؤ گے —

ظاہر ہے دنیا کی زیب و زینت کی تلاش میں خدا کی یاد کرنے والوں کو بھلا دینا صرف انہی

لوگوں سے ہو سکتا ہے جن کے دل خدا کی یاد سے بالکل غافل ہو گئے ہوں اور جو خواہشاتِ نفسانی کی پیروی کرتے ہوں۔

پس اے برادرانِ اسلام! جان لو کہ حق تعالےٰ شانہٗ نے جو کچھ قرآن کریم میں نازل فرمایا ہے برحق ہے۔ ہمیں چاہیئے کہ اس پر من وعن ایمان لائیں۔ لیکن جو شخص اس کا منکر ہو جائے۔ اللہ تعالےٰ اُسے دنیا میں مجبور نہیں کریں گے۔ ہاں ایسے ظالموں کو دوزخ کا عذاب ضرور سہنا ہو گا اور جب وہ چیخ و پکار کریں گے تو ان کو جلتا ہوا پانی پینے کو دیا جائے گا۔ اور دوزخ تکلیف دہ جگہ ہے۔

اس کے برعکس وہ لوگ جو اللہ پر ایمان لائیں گے اور اس کی تعلیمات پر عمل پیرا ہو کر نیک کام کریں گے۔ انہیں ان کی مساعی کا بدلہ ضرور دیا جائے گا۔ اور وہ یہ کہ انہیں آنے والی زندگی میں ایسی جگہ عطا ہو گی جس میں ہر ایک آسائش موجود ہے اور پھر اس نعمت کو کبھی بھی زوال نہ ہو گا۔

یاد رکھئے! انسانی ذہن میں زندگی کا جو امیرانہ سے امیرانہ نقشہ قائم ہو سکتا ہے۔ یقیناً اس سے بدرجہا بہتر اور فکر و خیال سے وراء زندگی اہل ایمان کو عطا فرمائی جائے گی ـــ اور درحقیقت جنت ہی بہترین آسائش گاہ ہے۔

بہرحال کہنا یہ مقصود ہے کہ آخرت کی لگن اور حصول جنت کی تڑپ اللہ والوں کی صحبت میں پیدا ہوتی ہے۔ اور اسی لئے حکم ربانی ہے کہ ان کی طرف سے منہ نہ موڑیئے اور اپنی نشست و برخاست فقط اللہ والوں کے ساتھ رکھئے۔

قطب الارشاد حضرت سید احمد کبیر رفاعی رحمۃ اللہ علیہ کا ارشاد ہے :۔

" اللہ والوں کے دامن سے چمٹ جاؤ۔ اولیاء اللہ کی محبت اپنے اوپر لازم کر لو۔ اُن کا قرب حاصل کرو۔ ان کی وجہ سے تم کو برکت حاصل ہو گی۔ اُن کے ساتھ ہو جاؤ۔ یہی اللہ کی جماعت ہے اور سن لو اللہ جل شانہٗ کی جماعت کامیاب ہے۔

(یاد رکھو!) اولیاء اللہ مخلوق کے واسطے پُل ہیں۔ جن کو توفیق ہوتی ہے وہ ان کے اوپر گذر کر اللہ تک پہنچ جاتے ہیں۔ یہ حضرات شریعت پر عمل کرنے والے ہیں۔ اخلاص والے ہیں۔ دنیا دار نہیں ہوتے۔ اللہ تعالےٰ جل شانہٗ نے اُن کو اپنی عبادت کے لئے چُن لیا ہے۔ اور اپنے دربار میں اُن کو مقرب بنا لیا ہے۔ ان کے دلوں پر غیر اللہ کا حجاب ایک لمحہ کے لئے بھی نہیں ہوتا۔ ان حضرات نے درمیانی چیزوں کو بیچ سے نکال دیا ہے اور اسرارِ الٰہی پر اخفاء کے پردے ڈال دئے ہیں یعنی نااہلوں کے سامنے اسرار اور راز کی باتیں بیان نہیں کرتے۔ رات کے وقت عبادت کے لئے کھڑے ہوتے ہیں۔ دن کو روزے رکھتے ہیں۔ بعض پر فکر غالب ہے۔ کسی پر ذکر غالب ہے اور کسی نے تمام متفرقات کو جمع کر لیا ہے۔ ذکر بھی کرتے ہیں فکر بھی کرتے ہیں۔ عباداتِ نافلہ کی کثرت بھی کرتے ہیں اور وہ ایسے مرد ہیں کہ اُن کو تجارت اور کاروبار اللہ تعالےٰ کی یاد سے غافل نہیں کرتے۔

مَیں تم کو سختی سے وصیت کرتا ہوں کہ دین کے فرائض و واجبات کا علم حاصل کر لینے کے بعد ان کی صحبت اختیار کرو۔ کیونکہ ان کی صحبت بڑا مجرب تریاق ہے۔ جس سے دل کی تمام بیماریاں جاتی رہتی ہیں۔ دین کی چوٹی ان کے ہی پاس ہے۔ صدق وصفا، دردِ دل اور وفاداری اور دنیا و آخرت سب سے الگ ہو کر اللہ تعالےٰ جل شانہٗ کی طرف یکسو ہو جانا انہی کا کام ہے۔ یہ باتیں کتابیں پڑھنے پڑھانے اور مجلسیں جمانے سے حاصل نہیں ہوتیں ـــ یہ تو صرف شیخِ کامل کی صحبت سے ہی حاصل ہوتی ہیں۔ جو حال اور قال دونوں کا جامع ہو۔ اپنی باتوں سے راستہ بتلائیے اور حال سے پاس بیٹھنے والوں کی ہمت بڑھائیے"۔

اللہ تعالےٰ سے دعا ہے کہ وہ ہم سب کو ایسے اللہ والوں کی صحبت میں نشست و برخاست رکھنے اور ان کے رنگ میں رنگے جانے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین یا الٰہ العالمین!

بقیہ : اداریہ

حالات جو قوم کو درپیش ہیں باہمی تعاون کے اصولوں کی پیروی کے لئے بے لوث خدمت کے جذبہ اور عزم و ہمت سے کام کریں۔ یہ گویا ارشادِ باری کی تائید ہے کہ اللہ اور اس کے رسولؐ کا کہا مانو اور آپس میں نہ جھگڑو ورنہ بزدل ہو جاؤ گے اور تمہاری ہوا اکھڑ جائے گی۔ ہم اس کو باہمی تعاون کا اصول سمجھتے ہیں۔ جس طرح موجودہ جنگ کی برکت سے ہمارے مناقشے اور تمام جھگڑے دب گئے ہیں یہ اسی طرح دبے رہیں اور ہم دشمن کے حملے کے لئے شب و روز تیاری میں مصروف رہیں۔ اور مسٹر بھٹو کے اعلان کے مطابق ہمیں ایک ہزار سال تک جنگ لڑنی پڑے تو ہم اس کے لئے بھی تیار ہیں۔ ہم حق پر ہیں کہ کشمیریوں کو حق خود ارادیت ملنا چاہیئے۔ ان کی آبادی کو امتدادِ زمانہ سے مختلف مظالم کے ذریعے بھارت کو کشمیریوں کی اکثریت کو اقلیت میں تبدیل نہ ہونے دینا چاہیئے۔

بقیہ : مجلسِ ذکر

ہے یا نہیں؟ اگر نہیں تو اس جذبہ کو اپنے اندر جاری و ساری کرنے کی کوشش کرنی چاہیئے۔ اور یاد الٰہی میں زیادہ سے زیادہ مشغول ہو جانا چاہیئے ـــ ہر کام کرنے والے کو پتہ ہوتا ہے کہ مَیں نے کیا کیا ہے۔ امتحان میں پرچہ حل کرنے والا جانتا ہے کہ مَیں نے کیا لکھا ہے۔ اسی طرح ہر شخص کو اپنے اعمال کا بھی علم ہوتا ہے کہ اُس نے بُرے کام کئے ہیں یا اچھے۔ اگر اچھے کام کئے ہیں تو اللہ کا شکر ادا کیا جائے اور اس سے مزید نیکیاں کرنے کی توفیق مانگی جائے۔ اگر بُرے کام کئے ہیں تو گناہوں پر نادم ہو کر اللہ سے مغفرت طلب کرنی چاہیئے اور آئندہ کے لئے نیکیوں کی توفیق مانگنی چاہیئے۔ ورنہ یہ بات ہرگز نہ بھولئے کہ بُرے کام کرنے والوں کو بُرائی کی سزا مل کر رہے گی۔ قانونِ قدرت یہی ہے اگر اچھا بوؤ گے تو اچھا کاٹو گے۔ اور بُرا بیج ڈالو گے تو نتیجہ میں بُرائی ہی ملے گی ؎

از مکافاتِ عمل غافل مشو
گندم از گندم بروئد جَو ز جَو

گندم بونے سے گندم ہی اُگے گی۔ اور جَو کا بیج ڈالنے سے جَو ہی برآمد ہوں گے۔ یہ کبھی نہیں ہو سکتا کہ گندم بو کر آپ جَو کی فصل کاٹیں اور جَو بو کر گندم حاصل کرنے کی کوشش کریں اسی طرح بدی کا بیج بو کر نیک اجر کی توقع کرنا بھی فضول اور حماقت کی بات ہے۔

اللہ تعالےٰ ہم سب کو اپنا محاسبہ کرنے، توبہ کرنے اور زیادہ سے زیادہ یادِ الٰہی کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین!

ذروۃ سنامۃ الجہاد

اسلام میں جہاد کا مقصد اور اس کا مقام

الحمد للہ رب العالمین والصلوۃ والسلام علی من ارسلہ اللہ بالھدی ودین الحق لیظھرہ علی الدین وعلی آلہ واصحابہ الذین قاتلوا بالقتال لاعلاء کلمۃ اللہ واعزاز الدین وعلی من تبعھم الی یوم الدین

سید عبدالشکور ترمذی
ساہیوال

امابعد - یہ ایک مضمون جہاد اسلامی کی حقیقت اور اس کے مقصد کی تفصیل کے متعلق ہے - فضائل جہاد کے بعد خیال آیا کہ جہاد اسلام کی حقیقت اور اس کے مقصد کی وضاحت وتفصیل بھی کسی قدر ہو جانی چاہیے تاکہ جدید تعلیم یافتہ لوگوں میں جو جہاد کے متعلق غلط فہمیاں پھیلا دی گئی ہیں ان کی اصلاح ہو کر ناظرین کو اسلامی جہاد کے حدود اور اس کی شرائط معلوم ہو جائیں۔ اتفاق سے اسی اثناء میں مولانا محمد منظور نعمانی قدس سرہ کے خطبات بمبئی میں ایک خطبہ "جہاد فی سبیل اللہ اور اس کا مقصد" نظر سے گذرا اس کو دیکھ کر اس خیال سابق میں حرکت پیدا ہوئی چنانچہ مولانا کے خطبہ مذکورہ اور درجۃ الحام من اشاعت الاسلام مختصرۃ حکیم الامت تھانوی قدس سرہ کو سامنے رکھ کر مختصر طریقہ پر بقدر ضرورت "اسلام میں جہاد کا مقصد اور اس کا مقام" عنوان بالا کے ماتحت یہ مضمون مرتب کیا گیا - اللہ تعالیٰ اس کو نافع اور قبول فرمائیں آمین بحرمتہ سید المرسلین۔

آج کل اسلامی جہاد کے خلاف ان اقوام کی طرف سے پروپیگنڈا کیا جا رہا ہے جن کے ہاتھ پروپیگنڈا کرتے وقت بھی مظلوموں کے خون سے رنگین اور مختلف اقوام عالم کے لاکھوں افراد کے خون کے چھینٹوں سے ان کے دامن تر ہیں اور جن کی فوجیں عین اسی وقت اپنی توپوں اور بموں اور ایٹمی ہتھیاروں کی کثرت و طاقت کے بل پر کمزوروں اور زیردستوں پر اپنی غاصبانہ قبضہ جمائے ہوئے اور ان کے حقوق کو پامال اور غصب کئے ہوئے ہیں اور ان کے ملکوں اور آزادی کو بزور شمشیر چھینا ہوا اور دبایا ہوا ہے شاید انہوں نے اپنی اس خونریزی اور سفاکی اور وحشیانہ مظالم کی طرف سے لوگوں کی نظریں پھیر دینے ہی کے لئے نہایت معصومانہ انداز میں مگر بڑی قوت کے ساتھ "جہاد اسلامی" کے متعلق اس طرح پروپیگنڈا کیا کہ گویا جہاد کرنے والا ایک نہایت غیر مہذب قوم کے مذہبی دیوانوں کا کوئی گروہ ہے وہ خون میں شرابور تلواریں [illegible] آبادیوں اور ملکوں پر چڑھتے اور قبضہ کئے چلا جاتا ہے اور جو کافر بھی سامنے آ جاتا ہے اس کی گردن پر تلوار رکھ کر اس کو مسلمان ہونے پر اور کلمہ پڑھنے پر مجبور کرتا ہے - پھر اگر وہ ذرا بھی گڑبڑ کرتا ہے - تو بے دردی اور سفاکی کے ساتھ اس کے ٹکڑے کر دیئے جاتے ہیں اور اس کا مال واسباب لوٹ کر آپس میں بانٹ لیا جاتا ہے۔"

یہ ہے "جہاد اسلامی" کی وہ بھیانک اور سیاہ تصویر جو اسلام کے چالاک دشمنوں نے اپنے جنگوں کی سفاکی اور ظلم و تشدد کو چھپانے اور بوڑھوں، عورتوں اور بچوں کو جس بے جگری اور بے دردی کے ساتھ وہ قتل کرتے ہیں اس پر پردہ ڈالنے کے لئے۔ دنیا کے سامنے کھینچی ہے اور اس عیار مصور نے اس کا اس قدر مکارانہ اور عیارانہ پروپیگنڈا کیا ہے کہ دوسروں کا کیا ذکر خود بعض ناواقف مسلمان اور بعض جدید تعلیم یافتہ طبقہ اس سے متاثر نظر آتا ہے۔ اس ناپاک اور پر فریب پروپیگنڈا کا اثر ہے کہ اب جہاد کا نام سنتے ہی ایک نہایت ہولناک اور لرزہ خیز خونریزی کا نقشہ ان لوگوں کی آنکھوں کے سامنے آجاتا ہے جو اس پروپیگنڈے سے متاثر ہو چکے ہیں - یہاں تک کہ اسلام کے بعض نادان دوستوں اور سادہ لوح ہمدردوں نے بھی جہاں جہاں قرآن پاک میں جہاد کا لفظ آیا ہے اس کے معنی "جہاد بالنفس" اور "جہاد بالشیطان" کر ڈالے اور بعض لوگ اتنی جسارت اور بے باکی تو نہ کر سکے مگر انہوں نے اس پروپیگنڈا سے متاثر ہو کر مرعوبانہ انداز میں جہاد کو حفاظت خود اختیاری کے طور پر اپنے تحفظ کی خاطر صرف "دفاعی جہاد" میں منحصر کر دینے کی کوشش میں کاغذ پر کاغذ سیاہ کر ڈالے اور یہ سب کچھ گویا ان کو "بچارے اسلام" کی صفائی دینے کی خاطر کرنا پڑا۔ بہرحال اس پروپیگنڈا سے بعض نو تعلیم یافتہ مسلمانوں کے دل و دماغ بھی متاثر ہوئے بغیر نہیں رہ سکے پھر یا تو وہ جہاد ہی کے منکر ہو گئے یا انہوں نے اس میں ایسی اصلاح نما تحریف فرمائی کہ جہاد کی روح ہی نکل گئی۔

لہٰذا ضروری ہوا کہ جہاد کا مقصد اور اس کی حقیقت اسلامی لٹریچر اور جہاد کے قانون اور دفعات کی روشنی میں سمجھی اور معلوم کی جائے تاکہ وہ جہاد جو اسلام کا رکن اعظم ہے اور جس کے متعلق نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے -

ذروۃ سنامۃ الجہاد یعنی جہاد اسلام کا جزو اعظم ہے اس جہاد کے متعلق "اساتذہ یورپ کے" اس پروپیگنڈے کی بھی قلعی کھل کر حقیقت سامنے آجائے جو انہوں نے پچھلی کئی صدیوں میں اسلامی جہاد کے خلاف کیا ہے اور جو ناواقف اور سادہ لوح اس پروپیگنڈا سے متاثر ہوتے ہیں وہ بھی حقیقت حال کو صحیح طور پر جان لینے کے بعد اپنی غلط فہمی کی اصلاح کر سکیں۔

سو سمجھ لینا چاہیے کہ جہاد درحقیقت اس انقلابی جدوجہد اور کوشش کا نام ہے جو منشاء الٰہی کے مطابق دنیا میں امن و عدل کا نظام قائم کرنے کے لئے کی جاوے اسی کو ایک حدیث میں اس طرح ادا کیا گیا ہے کہ

لتکون کلمۃ اللہ ھی العلیا

یعنی جہاد کا منشاء صرف یہ ہوتا ہے کہ اللہ تعالیٰ کا بول بالا ہو۔ یعنی خدا کا قانون سارے غیر خدائی قانون سے بلند و بالا اور ان پر حاوی و حکمران ہو جائے۔ ایک حدیث میں ہے کہ بعض لوگوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے دریافت کیا کہ حضرت!

جہاد فی سبیل اللہ کا کیا مقصد ہے ہم دیکھتے ہیں کہ کوئی شخص مال غنیمت حاصل کرنے کے ارادہ سے جنگ کرتا ہے اور کوئی اس غرض سے لڑائی میں حصہ لیتا ہے کہ اس کی شجاعت اور بہادری کو خراج تحسین ادا کیا جائے کچھ لوگ ایسے ہوتے ہیں جو کسی پرانی عداوت کی بناء پر لڑائی میں حصہ لیتے ہیں کچھ قومی حمیت و جوش میں لڑتے ہیں تو کیا ان میں سے کسی کی جنگ فی سبیل اللہ نہیں۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے جواب دیا نہیں ان میں سے کسی کی جنگ بھی راہ خدا میں نہیں ہے فی سبیل اللہ تو صرف اس شخص کی جنگ ہے جس کے پیش نظر خدا کا بول بالا کرنے کے سوا کوئی اور مقصد ہی نہ ہو

الغرض یہ نکتہ مسلم اور غیر مسلم سب کو اچھی طرح ذہن نشین کر لینا چاہیے کہ اسلامی جہاد کی اصل غرض و غایت لوگوں کو خدائی منشاء کے مطابق نظام زندگی قبول کرانا اور دنیا میں امن اور عدل قائم کر کے ضعیفوں اور زیردستوں پر طاقتوروں اور بالادستوں کے جبر و تشدد اور ظلم و ستم سے دنیا میں بھڑکنے والی آگ کو بجھانا ہے۔ بیشک اسلامی جہاد میں بھی خون کے چند قطرے گرتے

ہیں لیکن ان چند قطروں نے ظلم وتشدد سے خون کی بہنے والی ندیوں کے لئے ہمیشہ بند کا کام دیا ہے اور انہی چند قطروں نے ظلم وفساد سے بھڑکنے والی آگ کو بھی بجھا دیا ہے۔ کسی کا شعر ہے ؎

خون پانی کی طرح اپنا بہا کر لے دوست
آگ بیداد وتشدد کی بجھائی ہم نے

جہاد کے اس مقصد کی طرف قرآن پاک کی اس آیت میں اشارہ فرمایا ہے۔

وقاتلوھم حتی لا تکون فتنة و یکون الدین کله لله

تم دشمنان حق وصداقت سے جنگ جاری رکھو یہاں تک کہ فتنہ باقی نہ رہے اور اطاعت صرف اللہ کے قانون کی ہو۔ معلوم ہوا کہ جہاد دنیا میں فتنہ وفساد کی آگ کو بجھانے اور عالمی امن و انصاف کے قیام کے لئے کیا جاتا ہے۔ کسی کو زبردستی مسلمان بنانے کے لئے جہاد نہیں کیا جاتا قرآن نے صاف فرما دیا ہے۔

لا اکراہ فی الدین قد تبین الرشد من الغی۔

دین کے بارہ میں کوئی جبر وزبردستی نہیں ہدایت گمراہی سے ممتاز ہو چکی ہے۔ جو لوگ فتنہ وفساد چھوڑ کر اسلامی نظام عدل میں منسلک ہو جائیں پھر اسلام ان سے کچھ نہیں چاہتا نہ ان کے مالوں میں حصہ بانٹتا ہے نہ ان کی زمین چھین لیتا ہے بلکہ ان کی ہر طرح کی حفاظت کی ذمہ داری مسلمانوں کے سر ڈال دیتا ہے جن کی حیثیت اسلام کی سرکاری فوج کی ہے اور اس خدمت حفاظت کے عوض اسلام نے جزیہ کی قلیل مقدار وصول کرنے کا حق دیتا ہے۔ یہ ہے اس جہاد کی حقیقت جس کو حدیث شریف میں ذروۃ سنامہ الجہاد (اسلام کی چوٹی) بتلایا گیا ہے۔

اس مختصر توضیح اور تشریح سے اسلامی جہاد کی حقیقت اور اس کا مقصد امید ہے کہ ناظرین کو واضح ہو گیا ہوگا۔ اور یہ بھی سمجھ لیا ہوگا کہ اسلامی جہاد کو صرف "دفاعی جنگ" میں محدود کرنا حقیقت سے کس قدر دور ہے پھر "دفاعی جنگ" کا سوال قومی جنگوں میں پیدا ہو سکتا ہے۔ اسلام کا نظریہ اس سے بہت اعلیٰ وارفع ہے اس کے پاس دنیا کے نظام اصلاح کا ایک پیام اور مکمل دستور ہے وہ اس کو ساری دنیا سے منوا کر تمام عالم سے فساد کو دفع کرنا اور عدل وانصاف قائم کرنا چاہتا ہے۔ اب ہم چاہتے ہیں کہ جہاد کی اس غرض و مقصد پر مزید روشنی اسلام کے قانون جہاد کے مسائل کے ذیل میں کریں۔ اسلام کا مشہور مسئلہ ہے کہ جس قوم کی طرف لشکر اسلامی پیش قدمی کرے پہلے اس کے سامنے اسلام کی دعوت پیش کی جائے اگر وہ اس کو قبول کرنے پر آمادہ نہ ہو تو اس سے جزیہ کا مطالبہ کیا جائے۔ یعنی اس کو دعوت دی جائے کہ وہ حکومت الٰہیہ کی ماتحتی منظور کر لے پھر اگر وہ اس سے بھی انکار کرے اور کسی طرح صلح بھی نہ ہو سکے حالانکہ اگر مسلمانوں کے مصالح متقاضی ہوں تو غیر مسلموں سے صلح بلا شرط مال بھی جائز ہے حتیٰ کہ خود مال دے کر بھی صلح کی جا سکتی ہے۔ اس سے معلوم ہوا کہ جنگ کو حتی الامکان روکا گیا ہے جب اہل فساد کسی طرح بھی شرارت وفتنہ سے باز نہ آئیں نہ تو ماتحتی قبول کریں اور نہ ہی صلح کریں بلکہ دنیا کے امن کو اپنی شرارت و مظالم سے تباہ و برباد کرنے پر تلے ہوئے ہوں تو پھر دنگا فساد کے لئے آخر کار جنگ کی جائے اس ترتیب سے ہر شخص سمجھ سکتا ہے کہ اسلام میں جہاد کا مقصد اصلی اسلام قبول کرنے پر لوگوں کو مجبور کرنا نہیں ہے ورنہ جزیہ مشروع نہ ہوتا اور بجبر لوگوں کو مسلمان بنایا جاتا حالانکہ جو شخص اسلامی نظام عدل میں شریک ہو جائے اور اس سے احتمال فساد اور اندیشہ بدامنی نہ رہے خواہ وہ قبول جزیہ کی صورت سے ہو یا صلح کی صورت سے ہو پھر چاہے وہ اسلام قبول نہ کرے اس سے اسلام جب تک وہ ان شرائط کی پابندی کرتا رہے گا جو اس سے طے ہو جاویں کسی قسم کا کچھ تعرض نہیں کرتا بلکہ اس کے جان ومال اور عزت کی حفاظت کی ضمانت دیتا ہے۔ چونکہ جزیہ نصرت بالنفس کا من وجہ بدل ہے اسلئے جو لوگ نصرت بالنفس پر جو کہ عقلاً ان پر واجب تھی قادر نہیں اس لئے نصرت بالمال بھی معاف کر دی گئی چنانچہ عورت اپاہج نابینا رہبان پر جزیہ نہیں ہے

(۲) پھر جب جہاد شروع ہو جائے تو اس کے متعلق جو ہدایات اسلام نے دی ہیں وہ بھی پھر "اسلامی جہاد" کو قوموں کی جنگوں سے کلیتہً ممتاز اور علیحدہ کر دیتی ہیں۔ احادیث میں ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جب جہاد کے لئے کسی لشکر اسلامی کو روانہ فرماتے تو پہلے ان کو خوف خدا اور تقویٰ کی پابندی کی نصیحت فرماتے اس کے بعد آپ کا ارشاد ہوتا۔

بسم اللہ اغزوا فی سبیل اللہ قاتلوا من کفر باللہ اغزوا ولا تغدروا ولا تغلوا ولا تمثلوا ولا تقتلوا ولیدا

بڑھو اللہ کا نام لے کر بڑھو خدا کی راہ میں جنگ کرو ان سے جو خدا کے منکر اور قانون خدا کے باغی ہوں۔ جنگ کرو لیکن [illegible] کوئی عہد شکنی اور دھوکہ فریب نہ ہو اور خیانت نہ ہو اور دیکھو کسی کا مثلہ نہ کیا جائے۔ (یعنی اس کے ناک، کان وغیرہ نہ کاٹے جائیں) اور کسی بچہ کو خبردار قتل نہ کرو۔ نیز آپ سخت تاکید فرماتے ہیں کہ کسی بوڑھے کو جنگ میں قتل نہ کیا جاتے، عورتوں پر ہاتھ نہ اٹھایا جائے، کسی قوم کے راہبوں اور درویشوں کو نہ مارا جائے۔ اسی طرح اپاہج اور نابینا کے قتل کو اسلام نے منع کیا ہے۔

(۳) پھر آپ کے خلیفہ اول حضرت صدیق اکبر رضی اللہ تعالےٰ عنہ نے جب ملک شام میں جہاد کے لئے لشکر روانہ فرمایا تو اس کو دس ہدایتیں کی تھیں جو حدیث اور تاریخ کی کتابوں میں اب بھی موجود ہیں وہ یہ ہیں۔

(۱) عورتیں، بچے، بوڑھے قتل نہ کئے جائیں (۲) کسی کا مثلہ نہ کیا جائے۔ (۳) راہبوں اور عابدوں کو نہ ستایا جائے اور ان کے عبادت خانے نہ گرائے جائیں (۴) کوئی پھلدار درخت نہ کاٹا جائے اور کھیتوں میں آگ نہ لگائی جائے (۵) آبادیاں ویران نہ کی جائیں۔
(۶) جانور جو اپنی غذا نہ ہوں ہلاک نہ کئے جائیں
(۷) بدعہدی سے ہر حال میں پرہیز کیا جاوے
(۸) جو لوگ اطاعت قبول کر لیں ان کی جان اور مال کا ویسا ہی احترام کیا جائے جیسا مسلمانوں کے انفس واموال کا کیا جاتا ہے۔
(۹) مال غنیمت میں خیانت نہ کی جائے۔
(۱۰) جنگ میں پیٹھ نہ پھیری جائے۔

پھر یہ صرف زبانی ہی ہدایات نہ تھی بلکہ عمل بھی ان ہی حدود میں تھا۔

ایک دفعہ کا واقعہ ہے کہ ایک غزوہ میں اسلامی فوج کے بعض لشکریوں نے غیر قانونی طور پر جنگل سے کچھ بکریاں پکڑ لیں۔ اور ذبح کرکے ان کا گوشت پکانا شروع کر دیا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو جب ان کا علم ہوا تو آپ نے بھری دیگچیاں الٹوا دیں اور فرمایا ان النهبة ليست باحل من الميتة یعنی اس طرح لوٹ مار کرکے جو حاصل کیا جائے وہ مردار جانور کی طرح ہی حرام ہے۔

لشکر اسلامی کے پیش قدمی کرنے سے پہلے اور عین جہاد کی حالت میں جن ہدایات کا ذکر احادیث رسول اللہ صلی اللہ تعالےٰ علیہ وآلہ وسلم کے حوالہ سے اوپر کہا گیا ہے اور پھر خلیفہ الصدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے اس کی جو تفصیلات اوپر مذکور ہو چکی ہیں ان سب پر غور کرنے کے بعد اسلامی جہاد کا مقصد واضح ہو جاتا ہے اور یہ بھی اندازہ کیا جا سکتا ہے کہ "اسلامی جہاد"، اور "قوموں کی باہمی جنگ" میں کیا جوہری فرق ہے ان اسلامی ہدایات کی روشنی میں ملحدان یورپ کے

پروپیگنڈہ کی حقیقت پر غور کیا جاوے، جو انہوں نے اسلامی جہاد کے خلاف کیا ہے۔ اور ساتھ ہی ان اساتذہ یورپ کے نوایجاد جنگی طریقے کو دیکھو جس کے مطابق وہ جدید سامان جنگ کے ذریعہ اپنے مخالفوں پر حملے کرتے رہتے ہیں اور نہایت بے جگری اور دحشیانہ طریقہ پر اپنے مخالف کی شہری آبادیوں پر بم گراتے اور ان کو بے دریغ توپوں اور گولیوں کا نشانہ بناتے ہیں جس سے بستیوں کی بستیاں برباد و تباہ ہو جاتی ہے۔ اور ہزاروں شہری بلا امتیاز بوڑھے جوان اور عورتیں مرد بچے فنا و موت کے گھاٹ اتر جاتے ہیں اور مساجد و مقدس مقامات بھی منہدم ہو جاتے ہیں۔ اس بہیمانہ بے رحمی اور خلاف انسانیت بربریت کے باوجود بزعم خود یہ مہذب اور تعلیم یافتہ "قوم" "اسلامی جہاد" پر جس کی پاکیزہ تعلیمات جہاد کے متعلق اوپر گذر چکی ہیں کس منہ سے اعتراض کرتی ہے اور کیونکر اس کے خلاف پروپیگنڈہ کرتی ہے۔ وہ ذرا جہاد کی اسلامی تعلیمات سے اپنے مروجہ جنگی طریقوں کا موازنہ تو کرے پھر دیکھے کہ اسلام نے کس قدر حقوق انسانیت کی رعایت بلا امتیاز مذہب و نسل کے کی ہے اور کمزوروں ضعیفوں بوڑھوں اور بچوں اور عورتوں کی عین جنگ کی حالت میں بھی کس قدر حفاظت کی تعلیم دی ہے، بلکہ اسلام کے قانون عدل نے تو جانوروں اور بے جان درختوں تک کو بھی اپنی عالم گیر رحمت سے نوازا اور ان کی حفاظت کا بھی حکم فرمایا ہے۔ جس کی تفصیل اوپر گذر چکی ہے۔

اہل انصاف ارباب سیر و تاریخ خوب جانتے ہیں کہ ہمارے اسلاف نے اسلام کی ہدایات پر عمل کر کے ہمیشہ اپنی زیر نگیں اور مفتوحہ اقوام سے انصاف و عدل کا خراج تحسین حاصل کیا ہے اور دنیا نے بچشم خود دیکھا ہے کہ جو علاقہ مسلمانوں کے ماتحت آ گیا۔ پھر ان ماتحتوں نے اسلام کی بے نظیر عدل و انصاف پر مبنی رعایا پروری کے سامنے ہمیشہ کے لئے سر تسلیم خم کر دیا اور انہوں نے ہتھیار ڈال کر خوش دلی کے ساتھ اطاعت قبول کر لی۔ عدل و انصاف اور حسن سلوک کی یہی وہ اخلاقی شمشیر ہے جس کے زور اور طاقت کے بل پر اسلام کی اشاعت ہوئی اور قلوب عالم پر اثر انداز ہو کر اس نے لوگوں کو رام اور مسخر کر لیا اور اپنا وفادار و مطیع بنا لیا۔ یہ تاثیر جس کا اثر قلوب تک پہنچتا ہو اور اس سے قلوب مسخر ہوتے ہوں۔ اخلاقی شمشیر کا ہی نتیجہ ہے۔ آہنی شمشیر میں قلوب کو رام کرنے کی قوت بالکل نہیں ہے کیونکہ اس کا اثر صرف ظاہر اور جسم پر ہوتا ہے۔ قلوب اور دل اس سے ہرگز متاثر نہیں ہو سکتے۔

اب میں یہ بتلانا چاہتا ہوں کہ اسلام میں جہاد کا کیا مقام ہے اور اس کی کتنی فضیلت ہے۔ قرآن پاک میں فرمایا گیا ہے۔ ان اللہ یحب الذین یقاتلون فی سبیلہ صفا کانہم بنیان مرصوص۔ اللہ تعالٰے ان مجاہدوں سے پیار کرتا ہے۔ جو اس کی راہ میں اس طرح ڈٹ کر جہاد کرتے ہیں گویا کہ وہ سیسہ پلائی ہوئی دیوار ہیں۔ ایک دوسری آیت میں ارشاد ہے ان اللہ اشتری من المومنین انفسہم و اموالہم بان لہم الجنۃ یقاتلون فی سبیل اللہ فیقتلون و یقتلون وعدا علیہ حقا فی التوراۃ والانجیل والقرآن ومن اوفی بعہدہ من اللہ فاستبشروا ببیعکم الذی بایعتم بہ وذلک ہو الفوز العظیم۔ ترجمہ اللہ تعالٰی نے مسلمانوں کی جانیں اور ان کے اموال جنت کے عوض میں خرید لی ہیں۔ وہ راہ خدا میں جہاد کریں پس ماریں اور مریں یہ خدا کا حتمی وعدہ ہے جو مجاہدین سے کیا گیا ہے توریت میں بھی اور انجیل میں بھی اور قرآن میں بھی۔ اور جو اللہ تعالٰے سے کئے ہوئے وعدہ کو پورا کرے پس تم خرید و فروخت کے اس معاملہ پر خوش ہو جاؤ جو تمہارا خدا سے ہوا ہے۔ اور یہ بہت بڑی فلاح اور کامیابی ہے۔

حضرات! خدا تعالے کی محبت اور جنت جس گراں قیمت اور بھاری قربانی سے بھی حاصل ہو سکیں بہت سستی ہیں اس لئے ان اگر دو آیتوں کے علاوہ جہاد کی فضیلت میں کچھ بھی وارد نہ ہوا ہوتا تو یہی دو آیتیں کافی تھیں لیکن واقعہ یہ ہے کہ جہاد کی فضیلت میں اور بہت سی قرآنی آیات کے سوا سینکڑوں احادیث بھی وارد ہیں جن میں جہاد اور مجاہدین فی سبیل اللہ کے نہایت بلند فضائل بیان کئے گئے ہیں ان میں سے چند احادیث اس وقت آپ کے سامنے پیش کی جاتی ہیں تفصیل کے لئے "فضائل جہاد" مؤلفہ حضرت العلوم الشیخ ظفر احمد عثمانی دامت برکاتہم ملاحظہ ہو۔

حدیث میں ہے (۱) اللہ تعالے کے راستہ میں جہاد کے لئے ایک دفعہ صبح کو یا شام کو نکلنا دنیا اور دنیا کی ساری کائنات سے زیادہ بہتر اور قیمتی ہے (۲) تھوڑی سی دیر جہاد میں کھڑا ہونا اپنے گھر میں ستر سال نماز پڑھنے سے زیادہ فضیلت رکھتا ہے (۳) جس نے اتنی دیر اللہ کے راستے میں جہاد کیا جتنی دیر میں یہ اونٹنی کا دودھ دوہا جاتا ہے تو جنت اس کے لئے واجب ہو گئی (۴) اللہ کے کسی بندے پر دو چیزیں جمع نہ ہوں گی۔ ایک جہاد فی سبیل اللہ کا غبار اور دوسرے جہنم کا دھواں یعنی جس پر جہاد کے سلسلہ میں کبھی ذرا سا بھی غبار پڑ گیا وہ بھی جہنم کی آگ سے محفوظ ہو گیا (۵) جنت تلواروں کی چھاؤں یا تلواروں کی باڑ کے نیچے ہے۔ (۶) ایک حدیث میں ہے کہ بعض شہداء کی دربار خداوندی میں پیشی ہوئی تو ان سے باصرار پوچھا گیا کہ تم کیا چاہتے ہو۔ تو انہوں نے عرض کیا کہ ہم کو پھر سے زندہ کر کے دنیا میں بھیج دیا جاوے تاکہ پھر ہم تیری راہ میں جہاد کر کے شہید کئے جائیں۔ گویا ان کے نزدیک تمام نعماء جنت سے بھی بڑھ کر وہ لذت ہے جو خدا کے راستہ میں گردن کٹانے کے اندر شہید کو حاصل ہوتی ہے۔ خدا کی راہ میں گردن کٹانے اور شہید ہونے کی ایسی لذت و حلاوت ہے کہ جنت کی نعمتوں کو پا لینے کے بعد بھی اس کو شہید اپنے اندر محسوس کرتا اور اس کے دوبارہ حاصل کرنے کا طالب و متمنی ہوتا ہے، خدایا تو نے اپنے نام میں کس قدر لذت و حلاوت رکھی ہے اور اس میں کتنی تاثیر ہے کہ تیرے نام پر جان دینے مر مٹنے اور فدا ہونے والے کو نہ یہ کہ صرف موت کی تلخی ہی محسوس نہیں ہونے دی جاتی بلکہ اسی تلخی کو بدل کر اس کی بجائے ایسی لذت و شیرینی سے اس کو شاد کیا جاتا ہے کہ وہ موت کی کڑواہٹ کو یک لخت فنا کر دیتی ہے اور شہید اسی لذت و حلاوت میں مست و سرشار ہو کر خوشی خوشی اپنی جان جہاں آفریں کے حوالے کر دیتا ہے ؎

جان دی دی ہوئی اسی کی تھی
حق تو یہ ہے کہ حق ادا نہ ہوا

آخر کوئی تو لذت شہادت میں ہے جس کے لئے سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم بایں ہمہ کمالات و فضائل تمنا ظاہر فرماتے ہیں کہ میرا جی چاہتا ہے کہ مجھے اللہ کے راستہ میں شہید کیا جائے اور پھر زندہ کیا جاؤں پھر شہید کیا جاؤں۔ پھر زندہ کیا جاؤں اور پھر شہید کیا جاؤں۔

اللہ کے راستہ میں سر کٹانے والوں کی ایک اور ممتاز فضیلت بھی قرآن میں ذکر کی گئی ہے۔ ولا تقولوا لمن یقتل فی سبیل اللہ اموات بل احیاء ولکن لا تشعرون۔ ترجمہ جو لوگ راہ خدا میں قتل کئے جاتے ہیں ان کو مردہ مت کہو۔ بلکہ وہ زندہ ہیں۔ لیکن تم کو ان کی حیات محسوس نہیں ہوتی گویا جو شخص راہ خدا میں جان دیتا ہے اس کو ابدی حیات کا پروانہ مل جاتا ہے کہنے والے نے کیا خوب کہا ہے ؎

زندہ ہو جاتے ہیں جو مرتے ہیں حق کے نام پر
اللہ اللہ موت کو کس نے مسیحا کر دیا

یہ ہے اسلام میں جہاد کا اصلی مقام اور یہ ہیں اس کے حقیقی فضائل و مراتب و فی ذلک فلیتنافس المتنافسون۔ اور اسلامی جہاد کا مقصد یہ ہے۔ کہ عالم میں الٰہی عدل و انصاف کے اصول پر عالمی امن قائم کر کے دنیا سے فتنہ و فساد دفع کر دیا جاوے اور دین کو قوت و عزت حاصل ہو تاکہ مسلمان بلا مزاحمت اطمینان و امن کے ساتھ عبادات الٰہیہ کو بجا لانے اور بے فکری سے اپنے خدا کو یاد کرنے میں مشغول ہو سکیں اور فریضہ عبادات الٰہیہ کی ادائیگی سے ان کو کوئی روک نہ سکے تو جہاد و قتال خود مقصود بالذات نہیں بلکہ قیام امن اور فرائض و عبادات الٰہیہ کے ادا کرنے کے واسطے ذریعہ اور مقصود بالغیر ہے۔ غرضیکہ جہاد کے ذریعہ نہ کسی کو جبراً مسلمان بنانا مقصود ہے اور نہ ہی عبادت الٰہیہ نماز روزہ وغیرہ کو بطور جنگی مشق اور جہاد کی ٹریننگ کی غرض سے مشروع فرمایا گیا ہے۔ بلکہ جہاد اور اس سے حاصل شدہ تمکن فی الارض اور حکومت اسلامی کی غرض ان عبادات مقصودہ کی ادائیگی اور حدود اللہ کی اقامت ہے جیسا کہ ارشاد ہے۔ الذین ان مکناہم فی الارض اقاموا الصلوٰۃ واتوا الزکوٰۃ وامروا بالمعروف ونہوا عن المنکر۔ ترجمہ۔ یہ لوگ

شیخ عبدالغفار متعلم درجہ دہم ۔ شیخوپورہ

فلسفۂ توحید

خدائے بزرگ و برتر پر صدق اور سچے دل سے ایمان لانے کے بعد یہ بات ازحد ضروری ہے کہ اللہ کی وحدانیت کو تسلیم کریں ۔ یہ عقیدہ انسان کو مومن اور مسلم بناتا ہے ۔ اور اسلامی تعلیمات میں فلسفۂ توحید ایک ٹھوس اور مضبوط پتھر کی حیثیت رکھتا ہے ۔ قرآن مجید میں ایک سورۃ اخلاص ہے ۔ جس کو سورۂ توحید بھی کہتے ہیں ۔ اُس میں صاف اور واضح اعلان ہے ۔ کہ اللہ ایک ہے ۔ جن قوموں نے اس نظریہ کے سامنے سر کو خم کر دیا وہ اللہ کے سایۂ عاطفت میں آ گئے ۔ اور ان کو نہ دنیا کا ڈر رہا اور وہ آخرت میں کامیاب اور سرخرو ہو گئے ۔ اب فلسفۂ توحید کو مفصل طور پر نمایاں کرنے کے لئے سورۂ اخلاص کی تشریح پیش کی جاتی ہے ۔

قُلْ هُوَ اللّٰهُ اَحَدٌ ۚ اَللّٰهُ الصَّمَدُ ۚ لَمْ يَلِدْ وَلَمْ يُوْلَدْ ۙ وَلَمْ يَكُنْ لَّهٗ كُفُوًا اَحَدٌ ۞

ترجمہ : کہہ وہ اللہ ایک ہے ۔ اللہ بے نیاز ہے ۔ نہیں جنا اس نے کسی کو اور نہ وہ جنا گیا اور نہیں ہے واسطے اس کے برابری کرنے والا کوئی ۔

مشکل الفاظ کے معنی اور تشریح !

اَحَدٌ یکتا ۔ بےمثل ۔ (واحد ۔ ایک) صَمَدٌ ۔ بے پروا ۔ بے احتیاج ۔ بے نیاز ۔ لَمْ يَلِدْ ۔ نہیں جنا اُس نے ۔ لَمْ يُوْلَدْ ۔ نہیں جنا گیا وہ ۔ لَمْ يَكُنْ ۔ نہیں ہے وہ ۔ كُفُوًا ۔ برابری کرنے والا ۔ ہمتا ۔ ہمسر ۔

قُل آپؐ کہہ دیجئے) آپؐ کا اشارہ خدائے محمد مصطفیٰ خاتم النبیین رحمۃ للعالمین صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کی طرف کیا ہے ۔ اللہ نے حکم دیا کہ آپؐ فرما دیں کہ اللہ تعالےٰ کی ذات ایک ہے ۔ وہ اپنی صفت میں واحد ہے ۔

اسلام کا نظریۂ توحید بھی یہی ہے کہ اللہ ایک ہے پاک اور بے عیب ہے ۔ دنیا میں اس کا ثانی کوئی نہیں ۔ نہ اُس کا باپ ہے نہ بیٹا ۔ نہ اُس کی ماں ہے نہ بیٹی ۔ وہ ان تمام رشتوں سے بالکل پاک ہے ۔ اگر اُس میں یہ صفات ہوں تو خدا ایک مذاق بن جاتا ہے ۔ اس لئے اس کا کوئی ساجھی یا شریک نہیں ۔ وہ سب کا مالک اور داتا ہے ۔ ہم سب اس کے محتاج ہیں ۔ وہ ہی ہمارا آقا ہے ۔ اللہ تعالیٰ کی وحدانیت دنیا کی بنیاد ہے ۔ جب تک کوئی آدمی اس کی وحدت کا اعتراف نہ کرے وہ مسلمان نہیں کہلا سکتا ہے ۔

صَمَد (بے پرواہ) ذرّہ سے لے کر آفتاب تک ۔ اور زمین سے آسمان تک ۔ غرضیکہ دنیا کی ہر اک شئے پر اُسے پورا پورا اختیار ہے ۔ وہ جو کچھ چاہے کر سکتا ہے ۔ اُسے کوئی ٹوکنے والا نہیں ۔ لیکن موجودہ حالات میں اگر ایک بادشاہ کوئی اچھا یا بُرا کام کرتا ہے ۔ تو دوسرا بادشاہ یا رعایا اُس پر اعتراض کرتے ہیں ۔ اگر امریکہ روس پر سبقت لے جائے ۔ تو روسی امریکہ کو ایسا کرنے سے منع کرتے ہیں ۔ لیکن اگر روس سیارے بنا کر چاند تک پہنچانے کی کوشش کرتا ہے تو امریکہ والے اُس پر اعتراض کر کے خلاف ہو جاتے ہیں ۔۔۔ دنیاوی نظام تو یہ ہے کہ ایک دوسرے پر حکومت کرتا ہے ۔ لیکن خداوند تعالےٰ کی ذاتِ گرامی کُل مختار ہے ۔ درختوں کا پتہ پتہ ، صحرا کی ریت کا ذرّہ ذرّہ ، بحر و بر کا گوشہ گوشہ ، افریقہ کے تپتے ہوئے صحرا اس کی ہستی پر گواہ ہیں ۔ دنیا کا وہ کون سا مقام ہے جہاں اللہ کی پکار نہ ہو ۔

لَمْ یلد ولَمْ یُولَدَ (اس کی کوئی اولاد نہیں اور نہ وہ کسی کی اولاد ہے) اس آیت میں یہ بات بیان کی گئی ہے کہ اللہ میاں نے کسی کو نہیں جنا ۔ اور نہ وہ کسی سے جنا گیا ۔

البتہ اس نے اپنی مخلوق کے لئے بہت سی چیزیں پیدا کر لیں ۔ زمین ۔ آسمان ۔ سورج ۔ چاند ۔ ستارے ۔ دریا ۔ پہاڑ ۔ سمندر ۔ چشمے ۔ ان سب کو پیدا کیا ۔ اللہ میاں نے انسان کے لئے ہوا پیدا کی ۔ اُس کی فصلوں کے لئے مینہ برساتا ہے اس کی خوراک کے لئے اناج اور پھل پھول پیدا کر دیتا ہے ۔ وہ اپنی مخلوق کو روزی دینے والا ہے ۔ کسی کو بیٹے اور بیٹیاں دونوں دے دیتا ہے ۔ اور کسی کو اولاد سے بالکل محروم کر دیتا ہے پس اللہ تعالےٰ کے اتنے احسانات کے باوجود جنہوں نے " نعوذ باللہ " یہ عقیدہ پیدا کر لیا یا بنا لیا کہ اللہ تعالےٰ اولاد رکھتا ہے ۔ وہ گمراہ ہو گئے اور صراطِ مستقیم سے بھٹک گئے ۔۔۔ مثلاً عیسائیوں نے یہ عقیدہ بنا رکھا ہے کہ اللہ کا بیٹا حضرت عیسیٰؑ ہے ۔ یہ بالکل غلط ہے ۔ اسلام نے صاف اعلان کر دیا کہ اللہ ان چیزوں سے بے نیاز ہے ۔ اس لئے ہمیں عیسائیت کے اس جال میں نہیں پھنسنا چاہئے ۔

کفوًا (برابری کرنے والا) اللہ تعالےٰ کا کوئی ہمسر نہیں ۔ سورت کی اس آخری آیت کا یہی مطلب ہے ۔ اللہ تعالےٰ اپنی ذات اور صفات میں جس طرح یکتا ہے ۔ اُسی طرح وہ اپنی قدرتوں اور طاقتوں میں بھی بے مثال ہے ۔ دنیا کی کسی شئے کو اُس کے سامنے دم مارنے کی مجال نہیں ۔ مسلّمہ حقیقت ہے کہ غلام آقا کی برابری نہیں کر سکتا ہے ۔ اسی طرح مخلوق خالق کی ہمسری کیسے کر سکتی ہے ۔

تاریخ سے مطالعہ کرنے کے بعد پتہ چلتا ہے کہ بعض قوموں نے پتھروں کو تراش کر بُت بنائے ۔ ان کی پرستش شروع کر دی ۔ اور کسی نے درختوں کی پوجا پاٹ شروع کر دی ۔ اور بعض نے انسانوں کی پوجا کی ۔ جیسے فرعون اور نمرود نے خدائی کا دعوےٰ کیا تھا ۔ ان کے لئے اس سے بڑی کیا گمراہی ہو سکتی ہے ؎

اگرچہ بت ہیں جماعت کی آستینوں میں
مجھے ہے حکم اذاں لا الٰہ الاّ اللہ

قرآن مجید نے خدا کی توحید کا بار بار اعلان فرمایا ہے کہ تم دنیا و آخرت میں صرف ایک صورت میں نجات پا سکتے ہو ۔ جبکہ تم میں وحدانیت کا تصوّر آ جائے ۔ ارشادِ ربانی ہے :۔

۱ ۔ وَاِلٰهُكُمْ اِلٰهٌ وَّاحِدٌ (البقر ۱۶۳) (تمہارا معبود صرف ایک ہے ۔ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں)

۲ ۔ اِنَّمَا اللّٰهُ اِلٰهٌ وَّاحِدٌ (النسا : ۱۷۰) (صرف اللہ ہی واحد معبود ہے)

۳ ۔ وَمَا مِنْ اِلٰهٍ اِلَّا اللّٰهُ الْوَاحِدُ ۔ (ص : ۶۵) ۔ (اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں)

۴ ۔ اِنَّ اِلٰهَكُمْ لَوَاحِدٌ (الصافات : ۴) (تمہارا معبود صرف ایک ہے)

۵ ۔ اَللّٰهُ لَا اِلٰهَ اِلَّا هُوَ (اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں)

۶ ۔ قُلْ هُوَ اللّٰهُ اَحَدٌ (اخلاص) (کہہ دو اللہ ایک ہے)

قرآن مجید میں اللہ کی وحدت کا اتنا ثبوت موجود ہے پھر ہم انکار کریں تو اس سے بڑی ہماری کم بختی اور کیا ہو سکتی ہے ۔

اگر اللہ کی وحدانیت پر یقین نہ کریں ۔ تو انسان مشرک بن جاتا ہے ۔ مشرک کا مطلب شرک کرنے والا ۔ توحید کی ضد بھی شرک ہے ۔

شرک اللہ تعالےٰ کے نزدیک گناہِ عظیم ہے اللہ تعالےٰ کا ارشاد ہے اِنَّ الشِّرْكَ لَظُلْمٌ عَظِيْمٌ ۔ (یقیناً شرک سب سے بڑا گناہ ہے) ۔ اللہ تعالےٰ نے فرمایا ۔ کہ مَیں انسان کے سب گناہ بخش دوں گا ۔ لیکن مشرک کو ہرگز نہیں بخشوں گا ۔

غور کا مقام ہے۔ اگر انسان نے اللہ کی واحدنیت کو نہ مانا تو اس کا قیامت کے دن کیا حشر ہوگا۔ (بیان سے باہر ہے) شاعرِ مشرق علامہ اقبالؒ نے فرمایا ہے ؎

نہادِ زندگی میں ابتدا اِلاّ انتہا اِلاّ
پیامِ موت ہے جب لاہوا اِلاّ سے بیگانہ
گہ بگیر و سوز و تاب از لا الٰہ
جز بکامِ او نہ گردد مہر و مہ
لا و اِلاّ احتسابِ کائنات
لا و اِلاّ فتحِ بابِ کائنات
ہر دو تقدیرِ جہاں کاف و نون
حرکت از لا زاید از اِلاّ سکون

رسولؐ سے مخالفت کفار کی وجہ!

نبوت کے بعد کئی سال تک ہمارے حضور صلی اللہ علیہ وسلم خفیہ تبلیغ فرماتے رہے۔ پھر آپؐ کو حکم ہوا کہ آپؐ برملا تبلیغ فرمائیں اور آپؐ نے اس پر عمل کرنا شروع کیا۔

رسالت کا سب سے اہم اور سب سے مقدّم فریضہ تمام معبودانِ باطل کا انکار اور خدائے وحدہٗ لاشریک لہٗ کے معبود برحق ہونے کا اقرار و اعلان ہے۔ چنانچہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے بھی سب سے پہلے اپنی قوم کے سامنے یہ اعلان فرمایا۔

یَآاَیُّھَا النَّاسُ قُوْلُوْا لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ تُفْلِحُوْا (بخاری شریف) اے لوگو! کہو کہ سوائے خدائے برحق کے کوئی معبود نہیں۔ تم نجات پاؤ گے۔

اس اعلان کو سنتے ہی ایک تہلکہ پڑ گیا۔ ایک شور و غل مچ گیا۔ اور اس طرف سے اُس طرف تک ایک آگ سی لگ گئی۔ کیونکہ رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے وحدانیت کا تصوّر کفّار کے سامنے پیش کیا تھا اور وہ آپ کے مخالف ہو گئے۔ مسلمان ہونے کا پہلا اصول و عقیدہ خدائے وحدہٗ کی ذات پر ایمان لانے کا نام ہے۔

الغرض لوگوں میں جس قدر دنیا کی محبّت کم ہوگی۔ اسی قدر خداوند عالم کی محبت میں اضافہ ہوگا۔ اور جس قدر کوئی طمع دنیا میں انہماک ہوگا۔ اسی قدر خدا کی محبت سے دُور ہوگا۔

بقیہ: اسلام میں جہاد کا مقصد

ایسے ہیں اگر ہم ان کو دنیا میں حکومت دے دیں تو یہ لوگ خود بھی نماز کی پابندی کریں اور زکوٰۃ دیں اور (دوسروں کو بھی) نیک کاموں کے کرنے کو کہیں اور برے کاموں سے منع کریں۔

بزرگو! اور دوستو! جہاد کی تعلیم ہمارے یہاں

مسلمانوں کا جذبۂ قربانی

رفاقت آرا

جنگ تبوک کا واقعہ ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم اعلان فرماتے ہیں کہ "جنگ کی تیاری کے لئے سامان فراہم کیا جائے۔

حضرت عمرؓ دل میں خیال کرتے ہیں کہ دیکھیں آج کون زیادہ قربانی دیتا ہے۔ چنانچہ حضرت عمرؓ گھر جاتے ہیں اور ہر چیز کا نصف لے آتے ہیں۔ اور نصف گھر والوں کے لئے چھوڑ آتے ہیں۔ جب مسجد نبویؐ میں مال لاتے ہیں تو حضور صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم پوچھتے ہیں کہ "عمرؓ کیا لائے ہو؟" عرض کرتے ہیں کہ:۔ حضور ہر شئے کا نصف لایا ہوں اور نصف گھر والوں کے لئے چھوڑ آیا ہوں" جناب صدیقؓ بھی گھر جاتے ہیں۔ اور گھر کا سارا سامان لے آتے ہیں۔ جب ان سے حضور صلی اللہ علیہ وسلم پوچھتے ہیں۔ تو عرض کرتے ہیں کہ "حضورؐ سب کچھ آپؐ پر قربان حتیٰ کہ مال کیا جان بھی قربان" حضورؐ دریافت فرماتے ہیں تو عرض کیا کہ "صدیقؓ کے لئے اللہ اور اس کا رسول بس"

ایک اور مجلس میں حضورؐ نے فرمایا کہ "مسلمان کامل مومن نہیں ہو سکتا۔ جب تک حضور کو دنیا کی ہر شئے سے بیوی، بچوں، مال و جان سے زیادہ پیارا اور عزیز نہ جانے"

حضرت عمرؓ نے عرض کیا۔ "حضورؐ اور تو ٹھیک ہے۔ ابھی جان سے آپ پیارے نہیں لگتے۔ بیوی بچوں اور مال سے تو آپ پیارے ہیں۔ حضورؐ نے ایک نظر رسالت جناب حضرت عمرؓ پر ڈالی۔ تو عرض کرنے لگے۔ حضورؐ اب آپ جان سے بھی زیادہ پیارے ہیں۔ پھر حضورؐ نے مسکرا کر ارشاد فرمایا "اب بات بن گئی ہے۔ بے شک جان کی قربانی بڑی قربانی ہے اس جذبے سے مسلمان کامل مومن بنتا ہے۔ اور خدا کی رضا نیز جنت کا حق دار ہوتا ہے۔

قربانی بڑی چیز ہے۔ مال اور وقت کی قربانی کرتے رہنا چاہیئے۔ پھر جان کی قربانی کرنا بھی آ جائے گا۔ بلکہ وہ تو فرماتا ہے کہ "جو خلوص سے جانور قربانی کا ذبح کرتا ہے۔ وہ جان کا بدلہ ہے

جنگ یرموک کا واقعہ ہے کہ "حضرت حذیفہؓ کا بھائی جنگ میں زخمی ہو جاتا ہے۔ آپ اس کی تلاش کے لئے میدان جنگ میں جاتے ہیں۔ اور آپ اسے پا لیتے ہیں۔ زخمی بھائی پانی مانگتا ہے۔ آپ پانی کا پیالہ اپنے بھائی کو پینے کے لئے دیتے ہیں۔ حضرت حذیفہؓ کا زخمی بھائی ابھی پیالہ منہ سے لگانے ہی والے تھے کہ دوسری طرف سے ایک دوسرے زخمی مجاہد کی آواز آتی ہے "پانی" آپ کا بھائی خود پانی پینے سے انکار کر دیتا ہے۔ اور کہتا ہے کہ پہلے میرے اس زخمی بھائی کو پانی پلا آؤ۔ معلوم نہیں اسے کتنی پیاس لگی ہے۔

چنانچہ حضرت حذیفہؓ اپنی بھائی کو چھوڑ کر اس دوسرے مجاہد کے پاس پانی لے کر جاتے ہیں۔ اس نے ابھی پیالہ منہ سے لگایا ہی تھا۔ پاس سے ایک تیسرے مجاہد نے پانی کے لئے فریاد کی۔ پہلے مجاہد نے پیالہ منہ سے ہٹا دیا۔ اور کہا کہ "پہلے اسے پانی پلا آؤ" چنانچہ آپ سب تیسرے مجاہد کے پاس پانی لے کر جاتے ہیں۔ تو وہ اللہ کو پیارا ہو جاتا ہے۔ اس کے بعد آپ جلدی سے دوسرے کے پاس آتے ہیں۔ لیکن وہ بھی شہید ہو چکا ہوتا ہے۔ پھر آپ اپنے بھائی کے پاس آتے ہیں مگر وہ بھی اپنے مالک حقیقی سے جا ملتا ہے۔

یہ ہے قربانی اور ہمدردی کا جذبہ جو اصحاب کبار میں تھا۔ آؤ ہم بھی اپنے گریبان میں منہ ڈال کر دیکھیں کہ ہم کہاں کھڑے ہیں۔ ہمارے اور ان کے درمیان زمین و آسمان کا فرق نظر آتا ہے۔ اس وقت جبکہ بھارت ہمارے ملک پر حملہ آور ہے۔ آؤ ہم سب مل کر ایثار و قربانی کی ایسی مثال پیش کریں کہ قرون اولیٰ کے مسلمانوں کی قربانی کی یاد پھر سے تازہ ہو جائے۔

مردہ نہیں ہوئی اور نہ اس کا حکم زائد المیعاد ہوا ہے دوسرے اسلامی احکام کی طرح جہاد کا حکم بھی قیامت تک باقی رہنے والا ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے الجهاد ماض الی یوم القیمہ جہاد قیامت تک جاری رہے گا۔ بہرحال جہاد سے مقصود حفاظت اسلام و بلاد اسلام ہے۔ اشاعت اسلام مقصود نہیں ورنہ جزیہ مشروع نہ ہوتا اور ظاہر ہے کہ جس مذہب اور قوم کی پشت پر طاقت نہ ہو وہ زندہ نہیں رہ سکتی اس لئے اسلام اور مسلمین کی بقا و حفاظت کے لئے جہاد لازم ہے اب آخر میں اس دعا پر اس مضمون کو ختم کیا جاتا ہے۔ کہ اللہ تبارک و تعالےٰ مسلمانان پاکستان کو جہاد کا سچا جذبہ عنایت فرماوے۔ اور انہیں توفیق عطا فرمائے کہ وہ جہاد کی مکمل تیاری کر کے دشمنوں کو ان کی شرارت کا پورا پورا بدلہ دے سکیں۔ آمین بحرمۃ سید المرسلین صلی اللہ تعالےٰ علی خیر خلقہ محمد وآلہٖ واصحابہٖ اجمعین۔

قاری فیوض الرحمٰن، پشاور یونیورسٹی

روزہ کی اہمیت و فرضیت

اسلام کی بنیادی تعلیمات میں نماز اور زکوٰۃ کے بعد تیسرا عملی رکن روزہ ہے۔ قرآن کریم میں فرمایا گیا ہے:۔

يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا كُتِبَ عَلَيْكُمُ الصِّيَامُ كَمَا كُتِبَ عَلَى الَّذِينَ مِنْ قَبْلِكُمْ لَعَلَّكُمْ تَتَّقُونَ ۝ (البقرہ - ع ۲۳)

ترجمہ: اے ایمان والو! تم پر روزے رکھنا فرض کیا گیا ہے۔ جیسے کہ تم سے پہلی امتوں پر فرض کیا گیا تھا۔ تاکہ تم میں تقوے کی صفت پیدا ہو۔

اسلام میں پورے مہینے رمضان المبارک کے روزے فرض ہیں۔ اور جو شخص بلا کسی شرعی عذر اور مجبوری کے رمضان کا ایک روزہ بھی چھوڑ دے تو وہ بہت ہی سخت گنہگار ہے۔ ایک حدیث میں ہے کہ:۔

"جو شخص بلا کسی معذوری اور بیماری کے رمضان کا ایک روزہ بھی چھوڑ دے وہ اگر اس کے بدلہ ساری عمر بھی روزہ رکھے تو اس کا پورا حق ادا نہ ہو سکے گا"۔

روزوں کا ثواب: روزہ میں چونکہ کھانے پینے اور نفسانی شہوات کو پورا کرنے سے اپنے نفس کو عبادت کی نیت سے روکا جاتا ہے۔ اور محض اللہ کے لئے اپنی خواہشوں اور لذتوں کو قربان کیا جاتا ہے اس لئے اللہ تعالےٰ نے اس کا ثواب بھی سب سے نرالا اور بہت زیادہ رکھا ہے۔ ایک حدیث میں ہے:۔

"بندوں کے سارے نیک اعمال کی جزاء کا ایک قانون مقرر ہے۔ اور ہر عمل کا ثواب اُسی مقررہ حساب سے دیا جائے گا لیکن روزہ اس عام قانون سے مستثنیٰ ہے۔ اس کے متعلق اللہ تعالےٰ کا ارشاد ہے کہ بندہ روزہ میں میرے لئے اپنا کھانا پینا اور اپنے نفس کی شہوات کو قربان کرتا ہے اس لئے روزہ کی جزا بندہ کو میں خود براہِ راست دوں گا۔ اور دوسری روایت کے اعتبار سے أَنَا أُجْزَى بِهِ یعنی میں خود ہی اس کا بدلہ ہوں"۔

ایک دوسری حدیث میں ہے کہ "جو شخص پورے ایمان و یقین کے ساتھ اور اللہ کی رضامندی حاصل کرنے کے لئے اور اس سے ثواب لینے کے لئے رمضان کے روزے رکھے تو اس کے تمام سابقہ گناہ معاف کر دئے جائیں گے"۔

ایک اور حدیث میں فرمایا "روزہ دار کے لئے فرحت کے دو خاص موقعے ہیں۔ ایک خاص فرحت اس کو افطار کے وقت اس دنیا ہی میں حاصل ہوتی ہے اور دوسری فرحت آخرت میں اللہ کے سامنے حاضری اور بارگاہِ الٰہی میں باریابی کے وقت حاصل ہوگی"۔

ایک اور حدیث میں یوں فرمایا "روزہ دوزخ کی آگ سے بچانے والی ڈھال ہے اور ایک مضبوط قلعہ ہے (جو دوزخ کے عذاب سے روزہ دار کو محفوظ رکھے گا)"۔

ایک جگہ فرمایا ہے کہ "روزہ دار کے منہ کی بدبو (جو بعض اوقات معدہ کے خالی ہو جانے کی وجہ سے پیدا ہو جاتی ہے) اللہ پاک کے نزدیک مشک کی خوشبو سے اچھی ہے"۔

ایک اور جگہ فرمایا کہ "روزہ دار کے لئے خود روزہ اللہ سے سفارش کرے گا۔ کہ میری وجہ سے اس بندے نے دن کو کھانا پینا اور خواہش نفسانی کا پورا کرنا چھوڑا تھا (پس اس کو بخش دیا جائے۔ اور پورا بدلہ دیا جائے)، تو اللہ تعالیٰ روزہ کی یہ سفارش قبول فرمائے گا"۔

ان احادیث مقدسہ میں جو فضائل بیان کئے گئے ہیں یہ روزہ سے جب ہی حاصل ہو سکتے ہیں جبکہ وہ عبادت والی فکر سے رکھا جائے اور اس کے آداب کا پورا پورا لحاظ رکھا جائے اور ان تمام باتوں سے کلی طور پر بائیکاٹ کیا جائے جو ان مقاصد کے منافی ہیں۔ جن میں سب سے اہم چیز یہ ہے کہ ہر قسم کے گناہوں سے پوری طرح بچا جائے۔ خاص کر تمام بری باتوں سے زبان کی حفاظت کی جائے اور اگر ایسا نہیں کیا گیا تو روزہ سے یہ روحانی نتائج ہرگز حاصل نہیں ہوں گے۔ اس لئے کہ حدیث شریف میں آتا ہے کہ مَنْ لَمْ يَدَعْ قَوْلَ الزُّورِ وَالْعَمَلَ بِهِ فَلَيْسَ لِلّٰهِ حَاجَةٌ أَنْ يَدَعَ طَعَامَهُ وَشَرَابَهُ (رواہ البخاری و ابو داؤد والترمذی - عن ابی ہریرۃ رض)

یعنی جو شخص روزہ میں بھی جھوٹ بولنا، غلط اور دھوکہ فریب سے کام کرنا نہ چھوڑے تو اللہ کو اس کی کوئی حاجت نہیں ہے کہ وہ کھانا پینا چھوڑ کر صرف بھوکا پیاسا رہے۔

ایک دوسری حدیث میں فرمایا۔

رُبَّ صَائِمٍ حَظُّهُ مِنْ صِيَامِهِ الْجُوعُ وَالْعَطَشُ (طبرانی)

ترجمہ: بہت سے روزہ رکھنے والے ایسے بھی ہوتے ہیں کہ اُن کو اُن کے روزہ سے سوائے بھوکا اور پیاسا رہنے کے کچھ حاصل نہیں ہوتا"۔

روزہ کی برکات حاصل کرنے کا طریقہ

پہلی بات تو یہ ہے کہ ہر قسم کے گناہوں سے پوری طرح اجتناب کیا جائے۔ خصوصاً منہ اور زبان سے ہونے والے تمام گناہوں سے بچا جائے۔ اور اس کے برعکس نیکیوں کی مقدار روزہ کے ایام میں بڑھا دی جائے۔ زیادہ سے زیادہ کلام پاک کی تلاوت کی جائے اور ذکر کی کثرت کی جائے۔

دوسری بات یہ ہے کہ اللہ کی عظمت اور اُس کے حکم کا زیادہ سے زیادہ خیال رکھا جائے۔ بار بار اس بات کا مراقبہ کیا جائے کہ اللہ تعالےٰ حاضر و ناظر ہیں۔ اور میں نے اُن کے حکم سے اور صرف انہی کی رضا کی خاطر کھانا پینا چھوڑ رکھا ہے۔ خاص کر جب بھوک یا پیاس کا احساس زیادہ ہو تو دل سے کہا جائے کہ اگرچہ کھانا اور پانی حاضر اور موجود ہے لیکن اللہ کے حکم کی وجہ سے اور اللہ کو راضی کرنے کے لئے تجھے بھوکا اور پیاسا ہی رکھا ہے، تیرا مالک و معبود آج تیری اسی بھوک اور پیاس سے خوش ہے۔ اور آج کی یہ بھوک پیاس ان شاء اللہ تجھے آخرت کی سخت ترین بھوک پیاس سے بچانے والی ہے۔

افطار اور سحر میں کم کھانا بھی روزہ کو نورانی بنانے والی چیز ہے۔ بسیار خوری سے ظلمت اور کدورت پیدا ہوتی ہے۔

اللہ رب العزت سے دعا ہے کہ ہمیں پورے آداب کے ساتھ روزے رکھنے اور اپنی رضا حاصل کرنے کی توفیق بخشے۔ اور ہم سب مسلمانوں کو اس عظیم نعمت سے مالامال کرے۔ آمین!

فلائنگ آفیسر ریاض چوہدری کی شہادت

یہ خبر نہایت رنج اور افسوس کے ساتھ پڑھی جائے گی کہ محترم حافظ محمد امین صاحب ہیڈ ماسٹر بورسٹل سکول بہاولپور کے بڑے صاحبزادے فلائنگ آفیسر ریاض احمد چوہدری مورخہ ۲۷ نومبر ۱۹۶۵ء کو ضلع سرگودہا کے چک نمبر ۲۹ جنوبی کے قریب ایک ہوائی حادثہ میں شہید ہو گئے۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔ ع

شہید کی جو موت ہے وہ قوم کی حیات ہے۔

اس حادثہ فاجعہ پر جناب ایر مارشل نور خاں کمانڈر انچیف ایر فورس ایر ہیڈ کوارٹرز پشاور اور سٹیشن کمانڈر ایم زیڈ مسعود صاحب پی۔ اے۔ ایف سرگودھا نے اپنے تعزیتی خطوط میں شہید مرحوم کی بے مثل بہادری جرأت اور اخلاق کی تعریف کرتے ہوئے لکھا ہے۔ کہ ریاض چوہدری ملک و ملت کی خدمات بجالاتے ہوئے جہاز کی مشینی خرابی کے باعث اہالیان چک نمبر ۲۹ جنوبی کو بچاتے ہوئے شہید ہو گئے۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔

ہم صدق دل سے دعا کرتے ہیں۔ کہ اللہ تعالیٰ ریاض چوہدری کے درجات بلند فرمائے۔ اور انہیں بہشت بریں میں اعلیٰ مقام سے نوازے۔ ان کے والد حافظ محمد امین صاحب، ان کی والدہ صاحبہ بہن بھائیوں اور دیگر لواحقین کو صبر جمیل عطا فرمائے۔ آمین۔

حافظ صاحب نے کہا ہے۔ کہ گو مجھے اپنے نوعمر بچے کی بے وقت موت کا بہت افسوس ہے۔ لیکن مجھے اس بات سے طمانیت حاصل ہے۔ کہ میرے بیٹے کی موت ملک و قوم کی خدمت بجالاتے ہوئے شہادت کی موت ہوئی ؎

جان دی، دی ہوئی اسی کی تھی۔
حق تو یہ ہے کہ حق ادا نہ ہوا۔

اس موقعہ پر ایک شہید مرحوم کی جیب سے ایک کاغذ کا پرزہ برآمد ہوا۔ اس پر مندرجہ ذیل اشعار لکھے ہوئے تھے۔ اس سے پتہ چلتا ہے کہ ریاض شہید کا مذاق کتنا ارفع اور بلند تھا:۔

تمنا درد دل کی ہو تو کر خدمت فقیروں کی
نہیں ملتا یہ گوہر بادشاہوں کے خزینوں میں
نہ پوچھ ان خرقہ پوشوں کی ارادت ہو تو دیکھ ان کو
ید بیضا لئے بیٹھے ہیں اپنی آستینوں میں
ترستی ہے نگاہ نارسا جس کے نظارے کو
وہ رونق انجمن کی ہے انہیں خلوت گزینوں میں
(اقبال)

چک ۲۹ جنوبی ضلع سرگودھا کے ایک طالبعلم نے جو اردو کے ساتھ اس حادثے کا چشم دید گواہ ہے ایک خط لکھ کر جس میں حادثہ پر روشنی ڈالی گئی ہے اپنے کسی عزیز کو دیا۔ تاکہ اس حادثہ کی فوری اطلاع کہیں نہ کہیں پہنچ جائے۔ اتفاقاً وہ شخص ریاض چوہدری کا قریبی رشتہ دار اور ان کے گاؤں کے نزدیک کا رہنے والا تھا جس نے یہ تحریر ان کے والد حافظ محمد امین کو اسی وقت دی جبکہ وہ شہید مذکور کی نعش پہنچنے پر اپنے گاؤں لماں پنڈر (Lummapind) چک نمبر ۲۵۸ براستہ ڈجکوٹ ضلع لائل پور میں رخصت پر جاچکے تھے۔ اس کی ایک نقل قارئین کرام ملاحظہ فرمائیں۔ اور شہید مرحوم کے لئے دعائے خیر فرما کر ثواب حاصل کریں۔ (صوابی)

"صورت احوال یہ ہے۔ کہ ہمارے چک میں جو آج گذری ہے وہ خدا ہی جانتا ہے۔ کہ ۲۷ تاریخ انگریزی ہفتہ کا دن صبح گیارہ بجے ہم چاروں بہن بھائی سکول گئے ہوئے تھے کہ ایک جہاز گرتا ہوا نظر آیا۔ ہمارے چک اور سکول پر گرتا ہوا آگے نکلا۔ جو چک کے باہر گرا۔ جب گرا تو اس میں اسلحہ اور بم وغیرہ پھٹ گئے۔ جب بم پھٹتا تھا۔ تو کسی آدمی میں جان نہیں تھی۔ کہ کیا ہو رہا ہے ۔۔۔۔۔۔ اس کے نزدیک دو بیل کھڑے تھے ان کے ارد گرد بموں کے ٹکڑے گھوم رہے تھے۔ لیکن وہ صاف بچ گئے۔ جہاز چلانے والا فوت ہو گیا۔ وہ جب چھتری کے ذریعے نیچے اترتا۔ تو چک میں اتر سکتا تھا مگر وہ نہ اترا۔ اور چک کی جان بچا کر خود شہید ہو گیا۔ اس چلانے والے کا نام ریاض احمد تھا۔ لوگوں نے فون کیا۔ تو پنکھا چلانے والا جہاز کھیت میں اترا۔ اور اس آدمی کی لاش لے گیا۔ اس جگہ پولیس آئی ہوئی ہے۔ دیکھو کیا ہوتا ہے۔ چلانے والے کا پتہ نہیں کہ وہ کس جگہ کا ہے اس پر لوگوں نے اتنا فخر کیا ہے۔ کہ کوئی مثال نہیں ملتی۔ اتنا بہادر یہ کہتا ہوا کہ میں اپنی جان دے کر چک کو بچا رہا ہوں۔ اور اس نے واقعی اپنی جان قربان کر کے چک کو بچا لیا۔ اللہ تعالیٰ اس بھائی کو جنت دے۔

چک نمبر ۲۹ جنوبی ڈاک خانہ خاص
تحصیل و ضلع سرگودہا۔

بہاولپور — والسلام خاکسار عبدالحمید شوق
۶-۱۲-۶۵ — بورسٹل انسٹی ٹیوشن بہاولپور

تبصرہ

حافظ نور محمد انور

نام کتاب: حقیقت رمضان
تصنیف: پروفیسر فضل احمد عارف ایم۔ اے
صفحات: ۱۲۸ سائز $\frac{20 \times 30}{16}$ کتابت طباعت عمدہ
قیمت صرف ایک روپیہ علاوہ محصولڈاک۔
ناشر: دارالتصنیف والاشاعت ۱۴ بی شاہ عالم لاہور ۲

یہ کتاب چار ابواب پر مشتمل ہے۔ اس میں رمضان المبارک کے فضائل اور رمضان المبارک کی حقیقت کو پوری تفصیل سے بیان کیا گیا ہے۔ پہلے باب میں رمضان کی وجہ تسمیہ' دوسرے باب میں فضیلت رمضان' تیسرے باب میں رمضان کی تاریخی اہمیت اور چوتھے باب میں عبادات ماہ رمضان بیان کی گئی ہیں۔ حروف رمضان کے روحانی اسرار کے عنوان سے ص۱۸ پر غنیۃ الطالبین کے حوالے سے مرقوم ہے۔

رمضان پانچ حرفوں سے مل کر بنا ہے "ر" سے مراد رضوان اللہ (رضا الہٰی) "م" سے مراد محاباۃ اللہ (عشق الہٰی) "ض" سے مراد ضمان اللہ (اللہ کی ضمانت) "ا" سے مراد الفت اللہ (اللہ کی الفت) "ن" سے مراد نور اللہ (اللہ کا نور) ہے پس ماہ رمضان خاص طور پر اولیائے کرام اور نیک لوگوں کے لئے خدا کی رضا، عشق و محبت اور نور و نوال کا مہینہ ہے۔

بے شک ماہ رمضان خیر و برکت فضل و رحمت اور خدا کی رضا و محبت کا مہینہ ہے۔ اس مہینے کی جتنی تعریف کی جائے کم ہے۔ یہ ان لوگوں کی بدقسمتی ہے جن تک یہ کتاب پہنچے اور انہیں اس کے مطالعہ کا موقع بھی ملے اور پھر وہ رمضان المبارک کی حقیقت کو نہ سمجھیں۔

رمضان المبارک کے فضائل و برکات پر بہت سے حضرات نے کتابیں لکھی ہیں مگر جس تفصیل اور تحقیق سے پروفیسر فضل احمد صاحب عارف نے لکھی ہے واقعی تبلیغ دین کا حق ادا کیا ہے۔ اللہ تعالیٰ پروفیسر صاحب کو جزائے خیر دے۔ ہر مسلمان کے گھر میں اس کتاب کا ہونا ضروری ہے۔

نام کتاب: آپ بیتی (حصہ اول)
نام مرتب: کیپٹن ظفر حسن ایبک
قیمت: پانچ روپے
ملنے کا پتہ: منصور بک ہاؤس۔ کچہری روڈ۔ لاہور

مولانا عبیداللہ سندھی کی حکومت اور ان کے راز ہائے پنہاں معلوم کرنا چاہتے ہیں۔ تو ان کے شاگرد و سیکرٹری کیپٹن ظفر حسن ایبک کی آپ بیتی ملاحظہ فرمائیں۔

ظفر حسن صاحب کرنال شہر میں پیدا ہوئے ۱۹۱۴ء میں آپ گورنمنٹ کالج لاہور میں بی اے میں زیر تعلیم تھے کہ جنگ عظیم اول کی آگ یورپ

ورق الٹئے

میں بھڑک اٹھی۔ اس جنگ میں سلطان ترکی نے انگریزوں کے خلاف لڑائی میں حصہ لینے کا فیصلہ کیا تھا۔ ہندوستان کے مسلمانوں کے لئے ترک قوم کا یہ فیصلہ بہت تکلیف دہ ثابت ہوا۔ ایک طرف انگریز جیسی جابر قوم کی غلامی اور دوسری طرف ترک مسلمانوں سے سچی محبت۔ گویا تمام قوم کے دلوں پر بجلی گر پڑی۔ اور ہر دل اپنی جگہ نہایت مضطرب تھا۔ تحریک آزادی ہندوستان کے تمام مسلمانوں میں زور پکڑتی گئی۔ کالجوں کے مسلمان طلباء بھی اس جوش سے نہ بچ سکے۔ چنانچہ فروری ۱۹۱۵ء میں لاہور کے کالجوں سے چودہ مسلمان نوجوان خاموشی سے لاہور سے بھاگ کر آزاد قبائلی علاقہ میں پہنچ گئے تاکہ وہاں سے بہت جلد ترکی پہنچ کر ترکوں کی طرف سے انگریزوں کے خلاف جنگ میں حصہ لیں۔ خلافِ توقع یہ نوجوان افغانی علاقہ میں سات سال تک بکھرے رہے۔ اور ۱۹۲۲ء کے بعد روس پہنچ سکے۔ ظفر حسن اور ان کے ساتھیوں کی سات سالہ کشمکش اس "آپ بیتی" میں ہے۔

ظفر حسن ایبک سلطنت ترکیہ میں بھرتی ہو کر بطور کیپٹن آرٹلری ریٹائر ہوئے اور آج تک بفضل تعالیٰ استانبول (ترکی) میں قیام پذیر ہیں۔
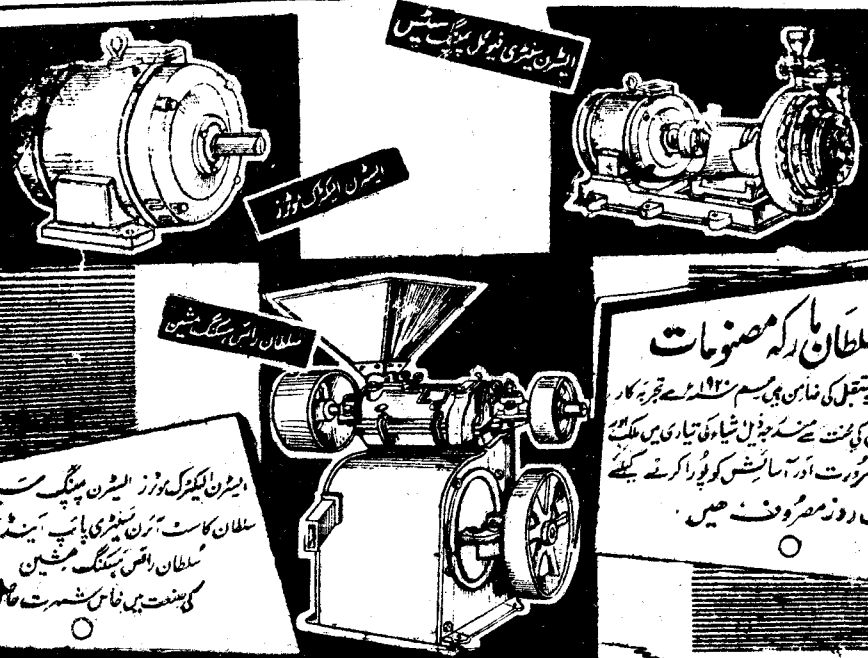
نام کتاب: غزواتِ مقدس
تصنیف: مولانا محمد عنایت اللہ وارثی
ضخامت: ۲۳۲ صفحات، کاغذ طباعت عمدہ
قیمت مجلد: ۲/۵۰ روپے علاوہ محصول ڈاک
ناشر: مبارک کمپنی وسن پورہ لاہور

اس کتاب میں کفر و اسلام کے درمیان جو جنگیں لڑی گئی ہیں۔ ان تمام واقعات پر پوری تفصیل سے روشنی ڈالی گئی ہے۔ فاضل مؤلف نے قرآن و حدیث کی روشنی میں جہاد فی سبیل اللہ کے تمام مسائل اور دیگر جنگی امور پر بحث کرتے ہوئے ضمناً کئی اہم اور ضروری موضوعات پر بھی اجمالی تبصرہ کیا ہے دورانِ جنگ اسلامی اخلاق و سلوک اور مساوات کا صحیح نقشہ، افواج کی ترتیب، وفائے عہد و صلح جوئی، مغلوب و مفتوح سے برتاؤ اور ان کے متعلق صحیفۂ آسمانی کے اشارات اس کتاب کی قدر و قیمت میں اضافہ بن گئے ہیں۔ آخری باب اقوامِ عالم کی لڑائیاں اور جہادِ اسلام کے عنوان سے قلم بند کیا گیا ہے۔ جس میں اسلامی جنگوں کا غیر ممالک اور مذاہب کی بعض جدید و قدیم جنگوں کے ساتھ اعداد کی روشنی میں حقیقت آفرین موازنہ پیش کیا گیا ہے۔

ہم تمام مسلمانوں سے اس کتاب کے خریدنے کی پُر زور سفارش کرتے ہیں۔ خود بھی خریدیں اور حلقہ و احباب کو بھی خریدنے کی ترغیب دیں۔

چودھویں سالانہ کانفرنس چنیوٹ

بتاریخ ۲۰، ۲۱، ۲۲ دسمبر ۱۹۶۵ء بروز پیر، منگل، بدھ حسب سابق چنیوٹ ضلع جھنگ میں منعقد ہو رہی ہے جس میں شانِ توحید، مقامِ رسالت، مسئلہ ختم نبوت، حجیتِ حدیث، خلافتِ راشدہ، مناقبِ اہلِ بیت، اصلاحِ معاشرہ، اتحاد بین المسلمین، جہادِ پاکستان اور استحکام پاکستان پر نامور علماء امت و زعمائے ملت اور شعرائے کرام ایمان پرور جہاد آفرین حقائق افروز خطاب فرمائیں گے۔

منجانب مجلس تحفظ ختم نبوت چنیوٹ ضلع جھنگ۔

بچوں کا صفحہ

اسلامی زندگی کا مقصد

تسنیم خالدہ ایف۔ اے

اسلامی نقطۂ نگاہ سے اسلامی زندگی کا اوّلین فرض اللہ تعالےٰ کی عبادت ہے۔

وَمَا خَلَقْتُ الْجِنَّ وَالْاِنْسَ اِلَّا لِیَعْبُدُوْنِ ٥

ترجمہ: اور مَیں نے جِنّ و انس کو صرف اس لئے پیدا کیا کہ وہ میری عبادت کریں۔

اللہ تعالےٰ کی عبادت کی مختلف صورتیں ہیں مثلاً عبادات، اخلاق، آداب وغیرہ۔ ہر مسلمان پر ان کی پابندی لازم ہے۔ اور وہ قیامت کے روز اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں اس کے لئے جواب دہ ہوگا۔ اگر اس نے اللہ تعالےٰ کی بارگاہ میں کامیابی حاصل کر لی۔ تو وہ جنّت کا مستحق ہوگا۔ لہٰذا زندگی کا ثانوی نصب العین آخرت ہے۔ اسلام نے زندگی کا جو نصب العین پیش کیا ہے۔ وہ اجازت نہیں دیتا کہ آدمی دنیا کے سامانوں اور رنگینیوں میں کھو جائے۔

اگر آدمی غور کریں تو اللہ تعالےٰ نے ہم پر بے انداز رحمت کی ہے کہ اس نے جناب رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم کو ہمارے لئے زندگی کا نمونہ بنا کر بھیجا ہے۔ آپؐ کی کتاب زندگی ہمارے سامنے روشن ہے جو اس حقیقت کو رہ رہ کر بے نقاب کرتی ہے کہ زندگی سراپا جہد و عمل ہے اور اس کا مقصود رضائے الٰہی ہے۔

نہ صرف اسلامی زندگی کا مقصد یہ ہے۔ کہ مغربی تہذیب کو اپنائے۔ کیونکہ آج کل کے لڑکے اور لڑکیاں ٹیڈی لباس پہن کر اور ایک آدھ انگریزی کے الفاظ بول کر اپنے آپ پر بہت ہی فخر محسوس کرتے ہیں۔

اسلام نے زندگی کے جہد و عمل میں ایسا اعتدال محوظ رکھا ہے کہ انسان کبھی بھی نہیں تھکتا۔ اور نہ ہی ملول ہوتا ہے۔ بعض اعمال ایسے ہیں جن سے بدن کو بے شک تکان ہوتی ہے۔ لیکن ان کی تلافی کے لئے بھی ایسے اعمال ہیں جو بدنی تکان کو دُور کرتے ہیں اور روح میں نئی قوت پیدا کرتے ہیں۔ مثلاً آدمی تھک کر سستانا چاہے تو بے شک آرام سے بیٹھے لیکن بُرے خیالات دل میں نہ لائے۔ کیونکہ انسان جانتا ہے کہ شیطان ہر وقت اس کو بھٹکانے میں مصروف رہتا ہے اس لئے تمام خیالات شیطانی ہوتے ہیں۔ اس وقت انسان کو چاہئے کہ اللہ کو یاد کرے اور نیک خیالات کو دل میں جگہ دے۔ یہ قلبی عبادت ہے

اسلام نے ہر بے اعتدالی سے منع کیا ہے۔ یہ بے اعتدالی چاہے غم کی ہو جو نالہ و ماتم اور شور و شیون کی صورت اختیار کرلے اس کے علاوہ بے اعتدالی کھانے پینے میں ہو یا پوشاک اور رہائش میں۔ فضول خرچی کی نوبت آتی ہے وہ حرام ہے۔

اسلام زندگی کو بے کیف نہیں بناتا۔

اسلام میں کھیل کود کی بھی اجازت ہے۔ لیکن اس شرط کے ساتھ کہ اس میں مفید نتائج ہوں۔ موسیقی کی بھی اجازت ہے۔ لیکن صرف وہ کام جائز ہے جو اللہ تعالےٰ سے غافل نہ کرے۔ اور بُرائی کی طرف نہ اُکسائے۔ خوش آوازی اللہ کی نعمت ہے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے قرآن حکیم کو خوش الحانی کے ساتھ پڑھنے کی تاکید فرمائی ہے۔

اسلامی تہذیب کا سب سے بڑا اصول یہ ہے کہ غم اور خوشی میں اعتدال سے کام لیا جائے صرف یہی نہیں کہ انسان ذرا سا غم میں مبتلا ہو تو رونا پیٹنا شروع کر دے۔ اور تمام گھر والوں کو پریشان کرے بلکہ انسان کو اس وقت صبر سے کام لینا چاہئے۔ یہ بھی نہیں کہ انسان اگر خوشی میں مبتلا ہے تو خدا کو بھولا ہوا ہے اور فضول خرچی کر رہا ہے۔ انسان کو انسان نہیں سمجھتا۔ وہ سمجھتا ہے شاید کہ مَیں ہی تمام دنیا کا بادشاہ ہوں۔ میرے دیکھنے میں ایسے بہت سے لوگ آتے ہیں جن کے پاس تھوڑی سی دولت زیادہ آگئی۔ تو لگے بس اپنے آپ کو بادشاہ تصوّر کرنے۔ وہ نہیں سوچتے کہ ہم نے بھی خدا کے پاس جانا ہے۔ ہمیں بھی سوالوں کے جواب دینے ہیں۔

اس دنیا میں لوگوں کو صرف دولت چاہیئے وہ دولت کو ہی سب کچھ سمجھتے ہیں۔ ایسے لوگوں کو اپنی امیری پر ناز ہوتا ہے وہ یہ نہیں سمجھتے کہ یہ دولت تو آنی جانی ہے آج میرے پاس ہے کل کسی کے پاس ہوگی۔ بلکہ یہ زندگی فانی ہے۔ اس زندگی پر عمل کریں۔ اور اپنے اعمالوں کو درست بنائیں۔

آج کل کی دنیا عریانی میں راحت ڈھونڈتی ہے۔ لیکن وہ نہیں جانتے کہ ہم سب فریب میں مبتلا ہیں۔ اس راحت کی مثال افیون کی مانند ہے۔ جو اندر ہی اندر بدن کو گھن کی طرح کھا جاتی ہے۔ پھر بھی ایسی طلسم کار ہے کہ جب تک قانون اس کے مقابلے پر نہ اٹھے۔ لوگوں کو اسیرِ فریب کئے جاتی ہے۔ لیکن میرے خیال میں جو راحت اللہ تعالےٰ کے ذکر سے حاصل ہوتی ہے اُس کا گہرا اور دیرپا اثر ہوتا ہے اس سے اعصابی اور قلبی قوت حاصل ہوتی ہے جو مردانہ اوصاف اور دینی کمالات کی کفیل ہے۔

موجودہ دَور میں قلبی کمزوری کی بڑی وجہ یہ ہے کہ لوگوں کو قلبی سکون حاصل نہیں ہے۔ وہ راحت حاصل کرنے کے لئے مادی سامانوں کے پیچھے دَوڑتے ہیں لیکن انہیں اس سے حقیقی راحت کیسے حاصل ہو سکتی ہے کیونکہ غم کو کوئی آدمی نہیں مٹا سکتا ہے۔ اور نہ اس کو جڑ سے مٹانے کی مجنونانہ کوشش کرنی چاہئے۔ غم نہ ہو تو انسان بے پروا، غافل اور غیر ذمہ دار ہو جاتے۔

لیکن غم کا مطلب یہ نہیں کہ آدمی اپنی زندگی کو سراپا ماتم بنا لے اور اس کے ہاتھوں مغلوب ہو کر ناکارہ ہو جائے۔

(پس اے لوگو!، اللہ تعالےٰ سے ڈرو۔ اور آپس میں تعلقات درست رکھو۔ اللہ تعالیٰ اور اس کے رسولؐ کی اطاعت کرو۔ اگر تم سچے مومن ہو۔

تمنّا

غلام مصطفیٰ حسن رشیدی منٹگمری

تمنّا ہے یہ مدّت سے دیارِ یار دیکھیں گے
مدینہ کے کبھی ہم بھی در و دیوار دیکھیں گے

سکونِ دل کی دولت جس جگہ سے ہاتھ آتی ہے
مکینِ گنبدِ خضراء کا وہ دربار دیکھیں گے

جہاں پر ہر گھڑی انوار کی بارش برستی ہے
کبھی وہ محسنِ اعظم کا لالہ زار دیکھیں گے

میرے آقا شبِ فرقت ہو یا کہ روزِ محرومی
کہاں تک کش مکش ان کی تیرے بیمار دیکھیں گے

خوشی کی انتہا کوئی نہ ہوگی بالیقیں اسدن
حسنؔ جس دن رسولِ پاکؐ کا دربار دیکھیں گے

۱۷ر دسمبر ۱۹۶۵ء

ٹیلیفون ۶۷۵۲۵

چیف ایڈیٹر
عبید اللہ انور

The Weekly "KHUDDAMUDIN"
LAHORE (PAKISTAN)

رجسٹرڈ ایل
نمبر ۶۰۴۷

منظور شدہ محکمہ تعلیم (۱) لاہور ریجن بذریعہ چٹھی نمبری G/۱۶۳۲۱ مورخہ ۳ر مئی ۱۹۵۶ء (۲) پشاور ریجن بذریعہ چٹھی نمبری T.B.C ۲۳۷-۸۱ ۲۲ مورخہ ۷ر ستمبر ۱۹۵۶ء
(۳) کوئٹہ ریجن بذریعہ چٹھی نمبری ۳۹/۹/۶۷/۲-۲-۹ DD مورخہ ۲۴-اگست ۱۹۶۴ء

اصحابِ رسالت مآب رضی اللہ عنہ صلی اللہ علیہ وسلم

وہ راہِ حق کے مسافر، وہ منزلوں کے چراغ
ملے تھے خضر و سلیماں کے جن کو قلب و دماغ

وہ بحر و بر کے محقّق، وہ زندگی کے حکیم
وہ ذکر و فکر کی شمعیں، وہ معرفت کے ایاغ

وہ آفتاب رسالت سے مستنیر نجوم
وہ ماہتابِ نبوّت سے ضَو پذیر چراغ

وہ نائبینِ پیمبرؐ، وہ پاسبانِ حرم
معلّموں کے معلّم، مفکّروں کے دماغ

وہ وارثانِ علوم و طریقِ مصطفویؐ
جنہوں نے دھوئے ہاتھوں سے شرک و کفر کے داغ

وہ حق پرست کہ جن کے فیوض سے محروم
نہ بَن رہے، نہ سمندر، نہ کوہ و دشت نہ باغ

وہ سرفروش جنہوں نے فروغِ حق کے لئے
نہ دن کو چَین گوارا کیا نہ شب کو فراغ

وہ جن کے پاؤں پہ یوناں کی جھک گئی حکمت
وہ جن کے سامنے روما کے جل سکے نہ چراغ

وہ جن کا مشغلۂ زندگی تھا شام و سحر
کلامِ حق کی تلاوت، پیامِ حق کا بلاغ

خراب خانۂ عالم کو بخشنے والے
فراستوں کے اجالے، بصیرتوں کے سراغ

گلیم پوش، خود آگاہ، صاحبِ تدبیر
خجستہ گام، شگفتہ نظر، بلند دماغ

مٹا گئے جو فضاؤں سے ظلمتِ باطل
جلا گئے جو زمیں پر صداقتوں کے چراغ

رہِ حیات سے گذرے تو اس طرح گذرے
سلام کہتی ہے اب تک فضائے گلشن و راغ

غرض جنابِ رسالت مآبؐ کے اصحابؓ
تمام حق کے نشان ہیں، تمام حق کے چراغ

محبت اُن کی شگفتِ لب و نظر کی دلیل
عداوت اُن سے ثبوتِ فسادِ قلب و دماغ

جو ہوں جمالِ محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی دیکھنے والی
نثار ایسی نگاہوں پہ مہر و مہ کے چراغ

ابد تک ایسے غلامانِ کبریا پہ سلام
نہ ہوتے وہ تو نہ ملتا کسی کو حق کا سُراغ